امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

# ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

**مدیر**

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

**معاون**

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 62/72

مورخہ ۱۷ر جمادی الاول ۱۴۴۴ھ **مطابق** ۱۲ر دسمبر ۲۰۲۲ء روز سوموار

شمارہ نمبر 47


**اس شمارہ میں**


■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، یادوں کے چراغ
■ نئے عالمی حالات میں امت مسلمہ کا کردار
■ ایک مردِ آہن کی حق گوئی و بے باکی
■ عدل وانصاف معاشرہ کی اہم ضرورت
■ اسلامیات کا مطالعہ؛ ایک اہم ضرورت
■ نگاہ کی حفاظت............
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ


**بین السطور**

## خود اعتمادی ـ شخصی ارتقاء کا پہلا زینہ

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ہم بہت سارے فیصلے کرنے میں شکوک وشبہات میں مبتلا ہوتے ہیں، اس کا حل شریعت میں مشورہ ہے، مشورہ کے لیے افراد کا انتخاب بھی ایک اہم کام ہے، آپ تجارت میں کاشت کار سے مشورے لے رہے ہیں، ڈاکٹری معاملات میں انجینئر سے مشورہ لے رہے ہیں، تعلیمی معاملات میں مشورہ کے لیے جاہل کے پاس جارہے ہیں تو کام قابو میں نہیں آئے گا، بلکہ بگڑنے کے امکانات زیادہ ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ مشیر کار کا صحیح انتخاب کیا جائے، ایک مشیر ہمارے اندر بھی بیٹھا ہوا ہے، یہ ہمارا دل ہے، اپنے دل سے استفسار کرنا چاہیے، اسی کو حدیث میں استفت قلبک سے تعبیر کیا گیا ہے، یعنی اپنے دل سے پوچھو، دل کے یہ فیصلے ہی ہمارے اندر خود اعتمادی (Self confidence) پیدا کرتے ہیں اور ہم احساس کم تری کے دلدل سے نکل پاتے ہیں، خود اعتمادی سے ہمارے اندر قوت فیصلہ اور کچھ کر گذرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

خود اعتمادی کا بڑا فائدہ ہماری ذات کو پہونچتا ہے، ہم عزت نفس کے ساتھ جینا سیکھ جاتے ہیں، ہمارا ضمیر مردہ ہونے سے بچ جاتا ہے اور ہم ہر کام کے کرتے وقت ضمیر کی آواز کی طرف قدم بڑھانے لگتے ہیں، ضمیر کی آواز کو مضبوط اور اس کی رہنمائی کو یقینی بنانے کے لیے کچھ دیر مراقبہ کرنا بہت مفید ہے، اس سے ہمارے فکر وخیال میں ارتکاز پیدا ہوتا ہے، ہمارا دل اور دماغ ہمارے من سے جڑ جاتا ہے، دن میں پندرہ، بیس منٹ بھی اگر آپ اس کام کے لیے نکال سکیں تو ضمیر کی آواز تک پہونچنا اور خود اعتمادی کے ساتھ کام کو نمٹانا آسان ہی نہیں، آسان تر ہو جائے گا، جو خیالات ذہن میں آئیں، اسے نوٹ کرلیں اور پھر کسی خالی وقت میں اس کے مثبت اور منفی پہلوؤں کا تجزیہ کریں، ایسا اس لیے بھی ضروری ہے کہ مراقبہ کے وقت جو سگنل آپ کو ملتا ہے وہ دیر پا نہیں ہوتا، ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ صرف تینتیس (۳۳) سکنڈ کے بعد ان اشاروں کا کاغذ پر منتقل کرنا کبھی کبھی دشوار ہو جاتا ہے، روزانہ اس کام کے لیے دس منٹ نکالیں، آپ محسوس کریں گے کہ آپ کی خود اعتمادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔

بسا اوقات جب آپ کسی کام کے کر گذرنے کا عزم مصمم کر لیتے ہیں تو وہ کام ہو جاتا ہے، اقبال کے لفظوں میں سمندر پاٹنا اور کوہ سے دریا بہانا بھی ممکن ہو سکتا ہے، یہ خود اعتمادی کا ہی نتیجہ ہے، اس کے برعکس کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ دریا پر بنے لکڑی کے پتلے پُل کو عبور کرتے وقت گھبرا جاتے ہیں، ریلنگ پر چلنا ہو تو کپکپی بدن پر طاری ہو جاتی ہے اور آپ نیچے گر جاتے ہیں، ایسا خود اعتمادی کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے، آپ پورے اعتماد کے ساتھ طے کرلیں کہ میں اسے عبور کر سکتا ہوں، تو اللہ کی مدد سے آپ اسے عبور کرلیں گے۔

خود اعتمادی کی کمی ہمیں بہت سوچنے پر مجبور کرتی ہے اور ہمارا بہت سارا وقت یہ سوچنے پر گذر جاتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو جائے۔ اس کی وجہ سے بار بار ہم اپنے طریقۂ کار اور منصوبوں میں تبدیلی لاتے ہیں، جس سے کام میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے، ہمیں ناکامی کا ڈر ستانے لگتا ہے، اس غیر ضروری سوچ کی وجہ سے خود اعتمادی کمزور پڑ جاتی ہے اور ہم آگے بڑھنے سے محروم رہ جاتے ہیں، اس نفسیاتی مرض کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے دل ودماغ کے سب دروازے کھلے رکھیں، جو نئے منصوبے کسی کی طرف سے یا آپ کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں، اس کے مثبت، منفی پہلوؤں کا جائزہ لے کر مثبت راہ پر آگے بڑھیں، آپ محسوس کریں گے کہ پوری خود اعتمادی کے ساتھ آپ نے جو فیصلہ لیا ہے اس کی وجہ سے کامیابی آپ کا مقدر بن گئی ہے۔

یقیناً پیشہ وارانہ معاملات میں ہر جزو پر دھیان رکھنا ضروری ہے، دور اندیشی سے کام کے بارے میں فیصلہ لینا بھی ضروری ہے، لیکن اس فیصلہ میں اتنی تاخیر ہونا کہ کام وقت پر مکمل نہ ہو سکے آپ کی احساس کمتری اور اپنی ذات پر بے اعتمادی کا اشاریہ ہے، اس لیے تمام پہلوؤں پر دھیان رکھیں، کام آگے بڑھتا جائے گا، اسی لیے مفکرین کی رائے ہے کہ ایسی زندگی گذاریں جس میں ڈر سے زیادہ کچھ کر گذرنے کی جستجو اور حوصلہ پایا جائے، خود کو بہتر بنانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں اور ایسے تجربات سے بھی بچیں جس نے آپ کو پہلے کسی مرحلہ میں ناکامی سے ہم کنار کیا ہو۔

خود اعتمادی پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ اپنے معاملات میں دوسروں پر انحصار کرنا کم سے کم کریں، چھوٹے چھوٹے کام خود سے کرنے کی عادت ڈالیے، جو لوگ دوسروں پر منحصر ہوتے ہیں اور بیساکھی کے سہارے چلتے ہیں وہ کبھی بھی کوئی بڑا کام نہیں کر سکتے، خود اعتمادی کا مطلب کبر نہیں ہے اور یہ تواضع کی ضد بھی نہیں ہے، کبھی یہ مت سوچیے کہ مجھے معزز بننے کے لیے اپنا قد دوسروں سے بڑا کرنا ہوگا، چاہے یہ بڑپن کسی کو روند کر ہی کیوں نہ حاصل ہو، قد کے بڑا کر لینے سے آدمی بڑا نہیں ہو جاتا، جھکنے سے بھی اونچائی ملتی ہے، من تواضع لله رفعه الله کا یہی مطلب ہے اور اونچی سڑک پر کمر جھکا کر چلنا بھی یہی بتاتا ہے، جو جھکنا نہیں جانتے انہیں وقت کا جھکڑ دیر سویر جھکا ہی دیتا ہے، اس لیے تواضع کو خود اعتمادی کے منافی نہیں سمجھیے، کبھی تو جھکنے سے ہی ایمونیٹی بڑھتی ہے، من کو کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے اس کی صلاحیت بھی مراقبے اور گیان دھیان سے ہی پیدا ہوتی ہے۔

خود اعتمادی اور خود پسندی بھی دو الگ الگ چیز ہے، خود پسندی انسان کو کبر کی طرف لے جاتا ہے، اس کی نظر میں اپنے علاوہ دوسرا کوئی جمتا اور رچتا ہی نہیں ہے، ایسا شخص اپنے علاوہ دوسرے کو حقیر سمجھنے لگتا ہے، اس کے برعکس خود اعتمادی میں دوسروں کے لیے حقارت کا مادہ نہیں پایا جاتا، وہ صرف اپنے کام اور منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہونچانے کی دُھن میں رہتا ہے، دوسرے کیا کر رہے ہیں یا اس کے بارے میں کیا سوچ رہے ہیں، وہ اس میں پڑنا نہیں چاہتا، اس کا ہر قدم پُر اعتماد انداز میں منزل کی طرف بڑھتا ہے اور بالآخر وہ اپنے ہدف کو پالیتا ہے۔

خود اعتمادی کو کمزور کرنے کے لیے بہت سارے عوامل آپ کے ارد گرد بکھرے ہوتے ہیں، ان سے محتاط رہنا چاہیے، خصوصا ایسے لوگوں سے جو بار بار آپ کو یہ کہیں کہ یہ کام آپ کے بس کا نہیں ہے، ایسے لوگوں سے خود کو دور رکھیے اور بار بار اس بات کو دہرائیے کہ ہم اللہ کے فضل سے سب کچھ کر سکتے ہیں، ہمارا دل، دماغ، ہاتھ پاؤں سب سلامت ہے تو پھر ہم اپنے منصوبوں کو نتیجے تک کیوں نہیں پہونچا سکتے۔

خود اعتمادی پیدا کرنے کے لیے بچوں پر ابتدا ہی سے محنت کرنے کی ضرورت ہے، بچہ سیڑھی پر چڑھتے ہوئے بار بار گر رہا ہے، ایسے میں ماں، باپ، بھائی اس کو گود میں اٹھا لیتے ہیں، یا بچہ پاؤں پاؤں چلنے کی عمر میں ہے، اٹھتا ہے، تلملاتا ہے، گرتا ہے، پھر اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کرتا ہے، ایسے میں آپ کی محبت کا تقاضہ ہے کہ اسے کوشش کرنے دیں، چند بار گرنے کے بعد جب وہ چلنے لگے گا یا سیڑھی پر خود سے چڑھ جائے گا تو اس کے اندر خود اعتمادی پیدا ہوگی، یہ خود اعتمادی اس کی عمر کے ساتھ پروان چڑھتی رہے گی اور بڑا ہو کر وہ اس خود اعتمادی سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی پوزیشن میں ہوگا، گارجین حضرات کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ خود اعتمادی بچے اور بڑے سب کے لیے ایک ایسا محرک ہے جو مختلف موقعوں پر حالات کا مقابلہ، مسائل ومشکلات کا سامنا کرنے اور آگے بڑھنے کے لیے قوت فراہم کرتا ہے، اس صلاحیت کو پیدا کرنے میں والدین اور خاندان کے لوگ بنیادی کردار ادا کرتے ہیں، اگر والدین کا رویہ خود اعتمادی والا نہیں ہے تو بچہ اس راہ پر آگے نہیں بڑھ سکتا ہے، اس لیے خود اعتمادی کا جوہر اپنے اندر پیدا کیجئے تاکہ یہ بچوں میں منتقل ہو سکے، خود اعتمادی ہے یا نہیں اس کا پتہ انسان کے اعمال وکردار سے چلتا ہے، اگر کوئی آدمی اپنی صلاحیت پر بھروسہ نہیں کرتا، دوسروں سے مرعوب رہتا ہے، نئے تجربات سے گریز کرتا ہے، اس کے اوپر جھنجھلاہٹ طاری ہوتی ہے، وضع قطع بدلتے رہتا ہے، سماجی سرگرمیوں سے دلچسپی نہیں ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ احساس کمتری کا شکار ہے، جب کہ وضع قطع کی یکسانیت، مثبت تنقید کے قبول کرنے کا مزاج اپنی صلاحیتوں پر اعتماد، خود اعتمادی کی واضح علامتیں ہیں۔ ان صفات کو پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ کا تعلق ان لوگوں سے ہو جو خود اعتمادی کے ساتھ کام کیا کرتے ہیں، حوصلہ افزائی کے معاملہ میں بخیل نہیں ہیں، اور اچھے کاموں کو کھلے دل سے سراہتے ہیں، ایسے لوگ جو ہمارے مشوروں میں کیڑے نکالتے ہیں، اچھے کاموں کی پذیرائی بھی نہیں کرتے اور ہر وقت اپنا قد اونچا کرنے کے لیے دوسروں کو نیچا دکھانے کی مہم چلاتے رہتے ہیں، وہ آپ کی خود اعتمادی کو کمزور کر کے احساس کمتری میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں، ایسے لوگ آپ کے دوست نہیں دشمن ہیں، جو آپ کی شخصی ارتقاء دیکھنا نہیں چاہتے، حالاں کہ خود اعتمادی شخصی ارتقاء کا پہلا زینہ ہے، اس لیے ایسے لوگوں سے دوری بنائے رکھیے تاکہ آپ کی خود اعتمادی بحال رہے۔

### اچھی باتیں

’’وقت جب فیصلہ کرتا ہے تو گواہوں کی ضرورت نہیں پڑتی ☆ ایسے لوگ کبھی کامیاب نہیں ہوتے جو ایک دوسرے کی جڑیں کاٹنے میں مصرف ہوتے ہیں اور حسد کی آگ میں جلنا جن کا مقدر ہوتا ہے ☆ رب کو راضی کرو، دنیا کسی سے راضی نہیں ہوتی ☆ امید کم رکھو مایوسی کم ملے گی، کیوں کہ دکھ انسان نہیں دیتا، انسان سے وابستہ امیدیں دیتی ہیں ☆ انسان پڑھنے لکھنے کے باوجود بھی بدتمیزی پر اُتر سکتا ہے، ہوشیار رہیں ☆ ہر بزرگ کی بات میں حکمت مت ڈھونڈھیں، کچھ احمق لوگ بھی بوڑھے ہو جاتے ہیں۔‘‘ (حاصل مطالعہ ومشاہدہ)

### بلا تبصرہ

’’کہا جا رہا ہے کہ پرانی پنشن اسکیم کی ازسرنو بحالی سے ملک کا معاشی نظام ہل کر رہ جائے گا، یہ انتہائی غلط بات ہے، البتہ پرانی پنشن اسکیم شروع کرنے سے نجی کرن کو نقصان ہوگا، صنعتی گھرانے اس کے خلاف ہیں، اس لیے کہ پرانی اسکیم کی بحالی سے کارپوریٹ گھرانوں کی تجوریوں میں ہر مہینے جانے والی ہزاروں کروڑ روپے کی رقم رک جائے گی، صنعتی گھرانا اسی پیسے کو بچانے کے لیے جھوٹا شور مچا رہا ہے، ہمارے ملک کی عدالت مانتی ہے کہ پنشن کوئی انعام یا بھیک نہیں ہے، بلکہ کارکنوں کی مدت ملازمت کا حق خدمت ہے، لیکن سرکار نے اس کے خلاف جا کر بلا واسطہ دستور کے دفعات (2)38(1)38,38,21 اور 41 کی مخالفت کی ہے۔‘‘ (ہندوستان ۵ر دسمبر ۲۲)

# اللہ کی باتیں-----رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

## گناہ-پریشانیوں کا سبب

''اورہم ان کو بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب چکھاتے رہتے ہیں تا کہ وہ ہماری طرف لوٹ آئیں'' (سجدہ، آیت:۲۱)

**مطلب:** آج کا ہر انسان کسی نہ کسی ذہنی الجھن، فکری انتشار اور پریشانی کا شکار ہے، کوئی کاروبار وتجارت میں خسارے کے سبب اضطرابی حالات میں مبتلا ہے، بے روزگار، روزگار کی تلاش میں سرگرداں ہے، کوئی گھریلو مسائل ومعاملات میں الجھا ہوا ہے، کوئی امراض جسمانی سے جوجھ رہا ہے، غرضیکہ ہر شخص پریشان حال ہے اور سکون کی تلاش میں دردر پھر رہا ہے، کبھی اپنی پریشانیوں کا حل مال ودولت کی فراوانی میں ڈھونڈتا ہے اور کبھی جاہ ومنصب میں، مگر اس کو کہیں بھی سکون وقرار نہیں ملتا، حالانکہ جس ذات باری نے اس کو پریشانی میں مبتلا کیا ہے، علاج بھی اس کے در سے مل سکتا ہے، کیوں کہ سکون وراحت کے سب خزانے اللہ کے پاس ہیں، وہی ان کا مالک ہے، جب مالک راضی ہوگا تو خوش ہو کر ہر چیز اپنے فرمانبردار بندوں کو عطا کرے گا اور اگر گناہ اور نافرمانی کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ دنیاوی زندگی کو تنگ کر دے گا انسان کا ظاہری ترقی اور خوش حالی کے باوجود قلبی سکون سے محروم رہے گا، کیوں کہ وہ گناہ کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے، اس کو رجوع وتوبہ کی توفیق نہیں مل رہی ہے، اس لئے طبی تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ گناہ سے پریشان اور نفسیاتی امراض پیدا ہوجاتے ہیں اور بعض گناہوں کی نحوست کے اثرات ذہنی بیماریوں کی شکل میں سامنے آتے ہیں اور بعض کے جسمانی بیماریوں کی صورت میں اور بعض گناہوں کی نحوست سے جسم میں درد اور بے چینی محسوس ہوتی ہے، گناہوں کی وجہ سے خوف وگھبراہٹ اور چڑچڑا پن ہونے لگتا ہے اور بعض اوقات اعصابی اور جنسی کمزوری آگھیرتی ہے، یعنی گناہ کے برے اثرات بہت دور تک پھیلتے ہیں، یہ تو دنیاوی زندگی کا حال ہے، آخرت میں تو سخت سزا ملے گی، گویا انسان پر آنے والی پریشانیاں تنبیہ کے لئے ہوتی ہیں کہ انسان نافرمانی سے باز آجائے اور اپنا تعلق اللہ سے مضبوط بنائے، گناہوں سے توبہ اور اللہ سے استعانت کا خواستگار ہو، لہٰذا پرسکون اور پرلطف زندگی گذارنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی گذشتہ کوتاہیوں پر نادم وشرمندہ ہوں اور اللہ سے معافی مانگیں، ان شاء اللہ اس سے پریشانیاں بھی دور ہوں گی اور مسائل بھی حل ہوں گے۔

## جہنمیوں کے گروہوں کی منظر کشی

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جہنمیوں کے دو گروہ ہوں گے، جنہیں میں نے نہیں دیکھا (۱) ایسے لوگ ہوں گے جن کے پاس بیلوں کی دم جیسے کوڑے ہوں گے، جن سے وہ لوگوں کو ناحق مارتے پھریں گے (۲) ایسی عورتیں ہوں گی جو بظاہر ملبوس ہوں گی، مگر حقیقت میں ننگی ہوں گی، دوسروں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی طرف مائل ہوں گی، ان کے سر اونٹوں کے جھکے ہوئے کوہانوں کی طرح ہوں گے، نہ وہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو سونگھ سکیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے'' (بخاری شریف)

**وضاحت:** حدیث پاک میں جہنمیوں کے جن دو گروہوں کی منظر کشی کی گئی ہے، اس وقت لوگوں کا ان گروہوں سے واسطہ پڑ رہا ہے، ذرا غور کیجئے کہ کیا بیلوں کی دم جیسا کوڑا لئے پولیس والے شریف عوام کو مارتے اور دھمکاتے نظر نہیں آتے ہیں، اکثر اخبارات وجرائد میں اس طرح کی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں کہ فلاں جگہ کے پولیس اہلکاروں نے صرف شک وشبہ کی بنیاد پر راہگیر کو اس طرح ڈنڈوں سے زدوکوب کیا کہ ان کے جسم کے بعض اعضاء ٹوٹ گئے یا پورا جسم لہولہان ہوگیا، قانون کے محافظ قانون شکنی کے مرتکب ہو رہے ہیں، کبھی یہ خبر پڑھنے کو ملتی ہے کہ جرائم پیشوں نے مسافروں کو لوٹ لیا اور ان کے مزاحمت کرنے پر لاٹھی ڈنڈوں سے ادھمر وار کر دیا، بے قصور لوگوں کو مارنے پیٹنے والے ظالم لوگ قیامت کے دن سخت سزاوار ہوں گے۔

جہنمیوں کا دوسرا گروہ وہ عورتیں ہیں جن کے اندر چند بری صفتیں ہوں گی، پہلی وہ عورت جو اتنا باریک لباس زیب تن کریں گی کہ ان کے جسم کے نشیب وفراز نمایاں ہوں گے، یا لباس اتنا تنگ ہوگا کہ اعضاء کی ساخت صاف طور پر نظر آئیں گی، بسا اوقات کپڑے کے لباس پہنے ہوئے ہوں گے، مگر تقویٰ کے لباس سے خالی ہوں گے، اسی طرح وہ دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے نت نئی ادائیں اختیار کرتی ہیں، کبھی وہ اپنے بالوں کو باندھ کر اپنی گدی پر یا اپنے سر کے بیچ میں جوڑا بنالتی ہیں، جو لمبی گردن والے اونٹ کے جھکے ہوئے کوہانوں کی طرح معلوم ہوتی ہے، جس طرح آج کل اسپتالوں میں نرسیں سر پر پگڑی نما پٹی لگاتی ہیں، جو اس وقت ایک فیشن بن گیا ہے، اس زمرے کی عورتیں بھی جنت کی خوشبو سے محروم رہیں گی، استاذ محترم مولانا نذر الحفیظ ندوی نے لکھا کہ فحاشی اور عریانیت کے سیلاب کی تندہی وتیزی میں سب سے اہم اور موثر رول ذرائع ابلاغ ادا کر رہے ہیں، میڈیا نے عورت کے جسم کو، اس کے حسن وجمال کو، اس کے چہرے اور اس کی برہنگی کو اپنی تجارت بڑھانے کا ذریعہ بنا لیا ہے، عریانیت کو فروغ دینے میں اشتہارات کا بنیادی رول ہے، دنیا کی کسی چیز کا اشتہار عورت کی تصویر کے بغیر مکمل نہیں ہوتا ہے، اس کے ایک ایک عضو کی نمائش کر کے دولت حاصل کی جارہی ہے، ماڈلنگ ایک منافع بخش کاروبار بن گیا ہے جس میں بڑے بڑے گھرانوں کی نوجوان بیٹیاں اپنے جسم کی نمائش کا منہ مانگا معاوضہ وصول کرتی ہیں، (مغربی میڈیا) جس کی وجہ سے پاکیزہ معاشرہ کی ردائے عفت داغ دار ہو رہی ہے اور سماجی زندگی میں بے حیائی وفحاشی کو بڑھاوا مل رہا ہے، انہیں بنیادوں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے اور فرمایا کہ وہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم ہوں گی، ایک صاحب کردار انسان پر لازم ہے کہ وہ معاشرہ سے عریانیت کو ختم کرنے اور صالح وپاکیزہ معاشرہ کی تعمیر کے لئے جدوجہد کرے تاکہ سماج میں خیر وبھلائی کو فروغ ملے اور ہمارا معاشرہ مثالی معاشرہ بن سکے۔

# دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

## امام کا صف کے درمیان کھڑا ہونا

**س:** ایک جگہ جماعت سے نماز پڑھنی تھی، جگہ کی تنگی کی وجہ سے امام صاحب صف کے درمیان ہی کھڑے ہوگئے، لوگوں کا اعتراض ہوا کہ امام کو صف سے آگے کھڑا ہونا چاہئے تھا، صف میں کھڑا ہونا جائز نہیں ہوا، شرعی حکم واضح فرمائیں؟

**ج:** صورت مسئولہ میں جبکہ جگہ کی تنگی کی وجہ سے امام صاحب صف کے درمیان مقتدیوں سے تھوڑا آگے کھڑے ہوئے تو یہ کھڑا ہونا شرعاً جائز ودرست ہوا، کیوں کہ جگہ کی تنگی کی وجہ سے امام کا صف کے درمیان کھڑا ہونا بلاکراہت جائز ودرست ہے، جبکہ نمازیوں کی ایڑی امام کی ایڑی سے پیچھے ہو، البتہ اگر جگہ کی تنگی نہیں ہے تو امام کا صفوں سے آگے کھڑا ہونا ضروری ہے، صفوں کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے:''(والزائد) یقف (خلفه) فلو توسط اثنین کره تنزیها وتحریماً لو اکثر، ولو قام بجنب الامام وخلفه صف کره اجماعاً، قوله: (وتحریماً لو اکثر) ای للموتم: ولیس علی الامام منها شیء، ویتخلص من الکراهة بالقهقری الی خلف ان لم یکن المحل ضیقاً علی الظاهر'' (الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۳۰۹)

## گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ نماز ادا کرنا

**س:** کیا آدمی اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ نماز ادا کرسکتا ہے اور ان کی امامت کرسکتا ہے؟

**ج:** اگر مسجد بہت دور نہیں ہے تو بلاوجہ مسجد چھوڑ کر گھر میں نماز ادا کرنا صحیح نہیں ہے، کیوں کہ مسجد کی جماعت چھوڑنے پر حدیث میں سخت وعید آئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میرا ارادہ ہے کہ نماز کا حکم دوں اور اقامت کہی جائے پھر میں کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں چند آدمیوں کو لے کر جن کے پاس ایندھن کا گٹھا ہو ایسے لوگوں کے پاس جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوئے اور ان کے گھروں کو آگ لگا کر جلادوں:''عن ابی هریرة رضی الله ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال والذی نفی بیده لقد هممت ان اٰمر بحطب لیحطب ثم اٰمر بالصلوة فیؤذن لها ثم اٰمر رجلا فیؤم الناس ثم اخالف الی رجل فاحرق علیهم بیوتهم'' (الصحیح للبخاری: ۱/۸۹، باب وجوب صلوة الجماعة)

لہذا مسجد میں جماعت کا اہتمام ضروری ہے، البتہ اگر کسی وجہ سے مسجد میں جماعت چھوٹ گئی ہو تو افراد خانہ (بیوی، بچوں) کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرسکتے ہیں اور ان کی امامت کرسکتے ہیں، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قریب سے واپس مسجد تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس حال میں پایا کہ وہ نماز پڑھ چکے تھے، آپ گھر تشریف لائے اور گھر والوں کو اکٹھا کر کے نماز پڑھائی: ''عن ابی بکرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اقبل من نواحی المدینة یرید الصلوة فوجد الناس قدصلوا فما الی منزله فجمع اهله فصلی بهم'' (المعجم الوسیط للطبرانی: ۳/۲۸۴)

## امام سے پہلے کسی رکن کو ادا کرنا

**س:** اگر کوئی مقتدی امام سے پہلے کوئی رکن ادا کرلے مثلاً: رکوع یا سجدہ کرلے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

**ج:** نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، لہذا جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو، جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ اور جب وہ ''سمع الله لمن حمده'' کہے تو تم ''ربنا ولک الحمد'' کہو: انما جعل الامام لیؤتم به، فاذا رکع فارکعوا واذا رفع فارفعوا واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا ولک الحمد'' (الصحیح للبخاری: ۱/۹۵)

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ امام کی متابعت لازم ہے، اسی لئے حضرات فقہاء کرام نے فرمایا کہ امام سے پہلے کسی فعل کو کرنا مکروہ تحریمی ہے:''ویکره للماموم ان یسبق الامام بالرکوع أو السجود وأن یرفع رأسه فیهما قبل الامام'' (الفتاوی الهندیة: ۱/۱۰۷)

لہذا مقتدی کی ذمہ داری ہے کہ امام جس رکن کو ادا کر رہا ہے وہ بھی امام کے ساتھ یا امام کے بعد اس رکن کو ادا کرے، امام سے قبل ادا نہ کرے، اگر کسی مقتدی نے امام کو رکوع یا سجدہ میں جانے سے قبل اپنا رکوع یا سجدہ کرلیا پھر امام نے رکوع یا سجدہ کیا اور مقتدی نے امام کے ساتھ یا امام کے بعد دوبارہ رکوع یا سجدہ نہ کیا تو اس مقتدی کی نماز باطل ہوجائے گی:''نعم تکون المتابعة فرضا، بمعنی أن یاتی بالفرض مع امامه أو بعده، کما لو رکع امامه فرکع معه مقارنا أو معاقبا وشارکه فیه او بعد مارفع منه، فلو لم یرکع أصلا أو رکع ورفع قبل أن یرکع امامه ولم یعده معه او بعده بطلت صلاته'' (رد المحتار: ۲/۱۶۶، مطلب: مهم فی تحقیق متابعة الامام)

## مقتدی کا امام سے پہلے سلام پھیر دینا

**س:** ایک آدمی جو امام کے ساتھ نماز میں شامل تھا، تشہد اور درود شریف پڑھنے کے بعد وضو ٹوٹ جانے کے خوف سے امام سے پہلے ہی سلام پھیر دیا، اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟

**ج:** بغیر کسی عذر کے امام سے قبل سلام پھیرنا مکروہ تحریمی ہے، مگر کسی عذر سے ایسا کرنا بلاکراہت جائز ودرست ہے، لہذا صورت مسئولہ میں جبکہ شخص مذکور نے وضو ٹوٹ جانے کے خوف سے امام سے قبل سلام پھیرا ہے تو اس کی نماز بلاکراہت درست ہوگئی:''قوله: (ولو اتمه الخ) ای لو اتم التشهد، بأن أسرع فیه وفرغ منه قبل اتمامه فأتی بما یخرجه من الصلوة کسلام أو کلام أو قیام جاز أی صحت صلاته لحصوله بعد تمام الأرکان، لان الامام وإن لم یکن أتم التشهد لکنه قعد قدره، لان المفروض من القعدة قدر اسرع مایکون من قرأة التشهد وقد حصل وانما کره للموتم ذالک لترکه متابعة الامام بلاعذر، فلو به کخوف حدث او خروج وقت جمعة... فلاکراهة'' (رد المحتار: ۲/۲۴۰) ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیه بهار اڑیسه وجهار کهنڈ کا ترجمان

هفته وار
# نقیب

پھلواری شریف

جلدنمبر 62/72 شمارہ نمبر 47 مورخہ ۱۷/جمادی الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۲/دسمبر ۲۰۲۲ء روز سوموار

## زمین کی قوت نُمو میں کمی

جس طرح ماحولیات میں بگاڑ پیدا ہوا، اور سانس لینا دشوار ہو رہا ہے، اسی طرح زمین کی فطری قوت نمو میں دھیرے دھیرے کمی آرہی ہے، ہم نے جراثیم کش دواؤں اور کھاد کا استعمال اس قدر کیا ہے کہ زمین فصلیں اگل رہی ہیں اور ان کی کمیت وکیفیت میں خاصہ اضافہ ہوا ہے، کاشتکاروں کے لیے جو زراعتی منصوبے بنائے گیے وہ تین مراحل سے گذر کر چوتھے مرحلے میں داخل ہونے والے ہیں،، اس کے باوجود زمین بیمار ہو رہی ہے، اس کی صحت بحال کرنے اور رکھنے کی ضرورت ہے، فصلوں کو غذائیت سے پُر کرنے کے لیے زمین کے اندر سترہ (۱۷) طاقت پہونچانے والے اجزاء ہوتے ہیں جن کی وجہ سے فصلیں لہلہاتی ہیں، سائنس دانوں نے زمین کی قوت نمو میں کمی کی جو وجوہات بتائی ہیں، ان میں نائٹروجن میں ساٹھ (۶۰)، فارفورس میں پینتالیس (۴۵)، پوٹاش اٹھائیس (۲۸)، جِنک پینتالیس (۴۵)، بورون میں اٹھارہ (۱۸) اور سلفر میں چوبیس (۲۴) فی صدی کی کمی آگئی ہے۔

نائٹروجن کی کمی ہونے کی وجہ سے پودے پیلے ہو جاتے ہیں، فاسفورس کی کمی سے جڑوں کی مضبوطی میں کمی آتی ہے، پوٹاش بیماری یا پانی کی کمی سے پیدا ہونے والے مضر اثرات سے پودوں کو بچاتا ہے، جِنک سے پودوں کو پروٹین ملتا ہے، جوان کی نشو ونما کے لیے انتہائی ضروری ہے، بُرون بیج کے تیار کرنے میں خاصی اہمیت رکھتا ہے، اس کی کمی کی وجہ سے پھل پھٹنے لگتا ہے، سلفر پودوں میں پروٹین بڑھانے کے ساتھ تیلہن میں اس کی نافعیت کو بڑھاتا ہے۔

بہار کی بات کریں تو یہاں نائٹروجن میں زیادہ کمی آئی ہے، اور یہ کمی نوے (۹۰) فی صدی علاقوں میں پائی جارہی ہے، زمین کی روح مانی جانے والے کاربن میں چالیس (۴۰) فی صدکی کمی درج کی گئی ہے، اس کا سیدھا اثر فصلوں کی غذائیت پر پڑ رہا ہے، اور اس کی قوت نُمو میں کمی آرہی ہے، حکومت بہار کو اس کا احساس ہے کہ اگر بروقت اس طرف توجہ نہیں دی گئی تو یہاں کی زمینوں کا ایک حصہ پنجاب اور ہریانہ کی طرح بنجر، اسراور پیداوار کم دینے والی ہو جائے گی، جس کا اثر کم از کم مظفر پور اور مغربی چمپارن کی زمینوں پر ابھی سے دکھنے بھی لگا ہے، حکومت بہار کے محکمۂ زراعت نے اس پر کام کرنا شروع کر دیا ہے اور جائزہ میں پایا ہے کہ بہار کی پندرہ فی صد آراضی قوت نُمو کے اعتبار سے بیمار ہو گئی ہے، محکمہ اس کی صحت کے لیے تدبیریں کر رہا ہے، یہ تدبیریں کس قدر کارگر ہو پائیں گی یہ آنے والا وقت بتائے گا۔

فی الوقت ہمیں یہ دھیان رکھنا چاہیے کہ زمین میں کھاد اور دواؤں کا استعمال مٹی جانچ کے بعد سائنس دانوں کے مشورے کے مطابق ہی کریں، بغیر مشورہ کے اپنی سمجھ پر اعتماد کر کے ان چیزوں کا استعمال انتہائی نقصان دہ ہے، یہ زمین کی قوت نمو اور فصلوں کی غذائیت کو تو متاثر کرتا ہی ہے، اس کا زیادہ استعمال زمین کے اندر کے پانی کے ذخیرہ کو بھی آلودہ کرتا ہے، جس سے پانی پینے کے لائق نہیں رہتا اور اگر پی لیا گیا تو مختلف امراض کے پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔

## بے لگام تبصروں پر لگام

بے لگام تبصرے ہماری زندگی کا حصہ بن گیے ہیں، جو منہ میں آیا بک دیا اور جو چاہا کہہ دیا، پھر اس بکواس اور کہنے کے لیے جگہ کی بھی قید نہیں ہے، چائے کی دوکان، کھانے کی میز، دوستوں کی مجلس میں اس قدر تبصرے ہونے لگے ہیں کہ وہ دیہات کی چوپال کا منظر پیش کرتے ہیں، جہاں دیہات میں چند افراد حقہ کے گُرگرے کے ساتھ پورے گاؤں کی خبر لیا کرتے تھے، موبائل، نیٹ اور ٹی وی کے آجانے سے دیہات کا چوپال تو دم توڑ رہا ہے، لیکن بے لگام تبصرے اس روایت کو تسلسل عطا کرنے میں آج بھی مشغول ہیں۔

ابھی حال ہی میں گجرات پولیس نے ترنمول کانگریس کے قومی ترجمان ساکیت گوکھلے کو جے پور ہوائی اڈہ سے گرفتار کر کے احمد آباد لے گئی کیوں کہ انہوں نے وزیر اعظم نریندر مودی پر موربی پل حادثہ کے حوالہ سے غیر ضروری تبصرہ کیا تھا، اور ٹوئیٹ کیا تھا کہ وزیر اعظم کے موربی دورے پر تیس کروڑ روپے خرچ کیے گیے، اس میں سے ساڑھے پانچ کروڑ روپے ان کے استقبال، جائے معائنہ کے انتظام وانصرام اور فوٹو گرافی پر خرچ ہوئے جب کہ مرنے والے ایک سو پینتیس متاثرین کو چار لاکھ روپے فی کس کے حساب سے صرف پانچ کروڑ روپے ملے، پولیس کا کہنا ہے کہ اس سے وزیر اعظم کی شبیہ خراب ہوئی، اسی طرح کی ایک خبر فلم ساز اگنی ہوتری کے بارے میں بھی آئی، جنہوں نے اکتوبر ۲۰۱۸ء میں دہلی ہائی کورٹ کے ایک فیصلہ کی مذمت کرتے ہوئے جسٹس ایس مُرلی دھر کے خلاف ٹوئیٹ کر دیا تھا، اگنی ہوتری نے دہلی ہائی کورٹ سے معافی مانگ کر ہتک عدالت کے مقدمہ سے اپنے کو بری کرالیا، لیکن ساکیت گوکھلے اب بھی پولیس کی تحویل میں ہیں، ممتا بنرجی نے اسے سیاسی کارروائی قرار دیا ہے اور اس کی سخت مذمت کی ہے اور اسے لوگوں کی آزادی چھیننے سے تعبیر کیا ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ غلط کاموں پر تنقید اور تبصرے نہ کیے جائیں، ضرور کی جائے لیکن اس کا دائرہ اتنا نہ پھیلا دیا جائے کہ اس کا سِرا جھوٹ، الزام تراشی، شخصیت کی کردار کُشی سے مل جائے، بدقسمتی سے ان دنوں یہی ہو رہا ہے، پگڑیاں اچھالنے میں لوگوں کی دلچسپی بڑھتی ہی جارہی ہے، اس سے سماجی تانے بانے کو سخت نقصان پہونچ رہا ہے اور یہ خطرناک صورت اختیار کرتا جارہا ہے، اسی وجہ سے صرف یوٹیوب نے جولائی سے ستمبر کے درمیان ہندوستانیوں کے سترہ لاکھ ویڈیو اپنے پلیٹ فارم سے ہٹائے، یقیناً شخصی آزادی دستور کے مطابق ہمارا حق ہے، لیکن سستی شہرت کے حصول کے لیے دوسروں کو ذلیل ورسوا کرنے کی اجازت کسی سطح پر نہیں دی جاسکتی، حکومت کو ایک ایسا طریقۂ کار وضع کرنے کی ضرورت ہے جو اظہار رائے کی آزادی کے ساتھ تنقید وتبصرہ کے حدود وقیود متعین کرے؛ تا کہ بے لگام تبصروں پر لگام لگائی جاسکے۔

## جی ٹوینٹی (20) کی صدارت

جی-۲۰ کی صدارت اس بار ہندوستان کے حصے میں آئی ہے، اس کے ارکان انیس ممالک اور ایک یورپین یونین ہے، جس کی وجہ سے اسے جی-۲۰ یعنی بیس کا گروپ کہا جاتا ہے، اس گروپ میں ارجنٹائنا، آسٹریلیا، برازیل، کناڈا، چین، فرانس، جرمنی، بھارت، انڈونیشیا، اٹلی، جاپان، میکسیکو، روس، سعودی عرب، جنوبی افریقہ، جنوبی کوریا، ترکی، برطانیہ، امریکہ اور یورپین یونین شامل ہے، اس طرح کہنا چاہیے کہ اقوام متحدہ کے بعد یہ سب سے مضبوط گروپ ہے، جس میں ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں ممالک شامل ہیں، اس گروپ میں شریک ممالک دنیا کی دو تہائی آبادی، پچھہتر فی صد عالمی تجارت اور اسی فی صد سے زائد دنیا کی مجموعی گھریلو مصنوعات (GDP) پر قابض ہونے کی وجہ سے مضبوط ترین سیاسی قوت ہے، جو ہمہ جہت ترقی، موسمیات وماحولیات، خوراک، پرامن بقاء باہم کے اصول اور حفظان صحت کے منصوبے پر کام کرتا ہے۔ ۲۶/ستمبر ۱۹۹۹ء کو اس گروپ کی تشکیل ہوئی تھی، مختلف ممالک کے بعد اب اس کی صدارت بھارت کے حصہ میں آئی ہے اور ان دنوں وزیر اعظم کی حیثیت سے نریندر مودی اس کے سربراہ ہیں۔

اب تک دوسرے ممالک اس گروپ کے لیے ترجیحی ایجنڈا طے کرتے رہے ہیں، بھارت کے صدر ہونے کی حیثیت سے اب اس کے لیے ممکن ہو گیا ہے کہ وہ اپنے ایجنڈے پر گروپ کے دوسرے ممالک کو راضی کر کے کام کو آگے بڑھا سکے اور اپنی ترجیحات کو مرکز توجہ بنا سکے، بالی کے حالیہ اجلاس میں جو پریس ریلیز جاری ہوئی اس پر تمام ممالک کو متحد کرانے میں بھارت کے وزیر اعظم نریندر مودی نے اہم رول ادا کیا اور ان کی تقریر کے اس جملے کو کہ ''آج کا عہد جنگ کا عہد نہیں ہونا چاہیے'' من وعن بالی اعلانیہ میں شامل کر لیا گیا، کاش بھارت کے اندرونی معاملات میں بھی مودی جی کا یہ نظریہ کام کرتا تو نفرت کی کاشت اس قدر نہیں ہو پاتی اور بھارت امن وسلامتی اور رواداری کا گہوارہ ہوتا۔

## ججوں کی تقرری کا طریقۂ کار

ہندوستانی عدلیہ کو مرکزی حکومت سے آزاد رکھنے کے لیے ججوں کی تقرری کا یہاں الگ نظام ہے، جسے کالجیم کہتے ہیں،، کالجیم کے ارکان طے کرتے ہیں کہ کس کی ترقی ہونی ہے اور کون جج یا چیف جسٹس بنے گا، تقرری کے اس کالجیم سسٹم کی وجہ سے مرکز اور سپریم کورٹ کے درمیان تنازعہ بڑھتا جارہا ہے۔

وزیر قانون کرن رجیجو کا کہنا ہے کہ یہ بحالیاں مرکزی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہونی چاہیے، اس کی وجہ سے معاملہ گرما گیا ہے، سپریم کورٹ نے ابھی حال ہی میں کالجیم کی سفارش کے باوجود ججوں کی تقرری میں غیر معمولی تاخیر پر حکومت کو پھٹکار لگائی تھی، اس پر وزیر قانون کو غصہ آگیا اور انہوں نے کہا کہ کالجیم کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ حکومت اس کے ذریعہ بھیجے گیے ہر نام کو منظور کر لے، اگر دستور کی روح یہی ہے تو سپریم کورٹ کو خود سے تقرری کر لینی چاہیے، اس کے ساتھ ہی وزیر قانون نے سپریم کالجیم کے ذریعہ ہائی کورٹ میں تقرری کے لیے پیش فائلوں کو کالجیم کو نظر ثانی کے لیے واپس کر دیا ہے اور ممبئ ہائی کورٹ میں ججوں کی تقرری کے لیے بھیجے گیے ناموں میں سے صرف دو سینئر وکلاء سنتوش گووندراؤ اور منوہر ساٹھے کی تقرری کی منظوری دی ہے۔

جن فائلوں کو حکومت نے کالجیم کو واپس کیا ہے ان میں سوربھ کرپال کی تقرری کی فائیل بھی شامل ہے، سوربھ کرپال ہم جنس پرست ہے اور وہ ایل جی بی ٹی کیو کی حمایت میں بیان دیتے رہے ہیں، انہوں نے سیکس اینڈ دی سپریم کورٹ نامی کتاب بھی لکھی ہے، وہ ہندوستان کے سابق چیف جسٹس بی این کرپال کے بیٹے ہیں، ان کی سفارش اس وقت کے چیف جسٹس این وی رمن نے کی تھی، ترقی کی یہ سفارش ۱۱/نومبر ۲۰۲۱ء کو لی گئی تھی، اس کے قبل ۲۰۱۷ء سے اب تک ان کا نام بار بار بھیجا جاتا رہا ہے، لیکن ان کی ترقی کی منظوری نہ ملنے میں ان کی جنسی بے راہ روی اور ان کے خیالات کا بھی بڑا عمل دخل رہا ہے، اگر ان کو دہلی ہائی کورٹ کا جج بنا دیا گیا تو وہ پہلے ہم جنس پرست جج ہوں گے، ظاہر ہے ہندوستانی دستور کے اعتبار سے یہ ایک غلط کام ہے اور ہندوستانی تہذیب وثقافت، انسانی اقدار کے بھی خلاف ہے۔ اس لیے حکومت نے ان کی تقرری کو روک رکھا ہے جو لائق ستائش ہے۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایک غلط سفارش کی بنیاد پر ساری فائلوں کو واپس کر دیا جائے، حکومت کو سمجھنا چاہیے کہ ججوں کی کمی کی وجہ سے ہی پورے ہندوستان کی عدالت میں لاکھوں مقدمات زیر التوا ہیں اور ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ انصاف میں تاخیر بھی ظلم کے مترادف ہے۔

## انتخابی نتائج

ضمنی انتخاب کے ساتھ دہلی کارپوریشن، گجرات اور ہماچل پردیش کی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے، عوام نے دہلی میں پندرہ سالہ بی جے پی کے دور اقتدار کا خاتمہ کر دیا اور بی جے پی کی امیدوں پر جھاڑو پھر گیا، اب اروند کیجریوال زیادہ اچھے انداز میں دہلی کی خدمت کر سکیں گے، حالاں کہ دہلی کے لفٹنٹ گورنر اور دہلی پولیس اب بھی ان کے کاموں میں رکاوٹیں کھڑی کر کے اگلے اسمبلی انتخاب میں بھاجپا کی کامیابی کے لیے زمین ہموار کرنے کی کوشش کرے گی، لیکن اروند کیجریوال کا جھاڑو ابھی کمزور پڑتا نہیں دکھتا، ان کی توجہ دہلی ہی پر مرکوز ہے اس لیے ہماچل پردیش اور گجرات کی عوام نے کیجریوال کی امیدوں پر جھاڑو کے ساتھ پانی بھی پھیر دیا ہے۔

ہماچل پردیش کانگریس نے بھاجپا سے چھین کر امید افزا کام کیا ہے، اگر وزیر اعلیٰ کے عہدے کے لیے وہاں جھگڑا نہیں ہوا اور بھاجپا ارکان اسمبلی کی خریداری نہیں کر سکی تو وہاں کمل کی پنکھڑیوں کو کانگریس منتشر کرنے میں پوری طرح کامیاب رہے گی، گجرات میں نریندر مودی اور امیت شاہ کا جلوہ ابھی کمزور نہیں پڑا ہے، بلکہ اس بار اسے رکارڈ توڑ کامیابی ملی ہے، اس نے اپنی فتح کے تمام سابقہ رکارڈ توڑ کر تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے، موربی سانحہ بھی گجرات کی عوام کو مودی سے دور نہیں کر پائی۔

ضمنی انتخابات کے نتائج ملے جلے رہے ہیں، وہاں کسی خاص پارٹی کو تالی بجانے کا موقع تو نہیں ہے، البتہ ضمنی انتخابات میں بھاجپا کمزور پڑی ہے اور اس کے ووٹ کا تناسب بھی گھٹا ہے، حزب مخالف کے لیے یہ ایک اچھی اور بڑی خبر ہے۔

## یادوں کے چراغ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

# پروفیسر ڈاکٹر معراج الحق برقؔ

پروفیسر ڈاکٹر معراج الحق برقؔ نے ۲/دسمبر۲۰۲۲ء بروز جمعہ بوقت ۳/ بجے سہ پہر بھاگل پور میں بڑے بیٹے امجد حیات برقؔ کی رہائش گاہ پر اپنی آنکھیں موند لیں، ایک وقت کی نماز نہیں چھوٹی، بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کیں تو ڈاکٹر نے بتایا کہ اس دنیا میں تو اب یہ آنکھ نہیں کھل سکے گی، نہ درد نہ بے چینی، نہ نزع کی تکلیف، نہ آہ وفغان، زندگی میں بھی پُر سکون رہتے تھے اور اسی سکون کی کیفیت کے ساتھ آخرت کے سفر پر روانہ ہوگیے، جنازہ ان کے مکان واقع زکریا کالونی سعد پورہ مظفر پور رات کے ڈیڑھ بجے پہونچا، لڑکے اور لڑکی کو دہلی اور پنجاب سے آنا تھا، اس لیے جنازہ میں تاخیر ہوئی اور سنیچر کے دن بعد نماز مغرب تجہیز وتکفین میں شرکت کے بعد احقر (محمد ثناء الہدیٰ قاسمی) نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور مقامی قبرستان میں چہار دیواری سے اتر جانب متصل تدفین عمل میں آئی، اہلیہ ۲۷/جون2012ء میں انتقال کر چکی تھیں، پس ماندگان میں تین لڑکے امجد حیات برقؔ، سرور حیات برقؔ، انور حیات برقؔ اور ایک صاحب زادی کو چھوڑا، ایک لڑکا ارشد حیات چھ سال کی عمر میں استھانواں میں ہی فوت ہوگیا تھا۔

ڈاکٹر معراج الحق برقؔ بن حکیم محمد عبد اللہ (م ۲۷/رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ۔ اپریل ۱۹۹۴ء) بن ممتاز حسین بن سخاوت علی بن مراد علی بن من اللہ کی ولادت بیند بلاک کے قریبی موضع میرہ چک ضلع نالندہ میں یکم اپریل ۱۹۳۷ء کو ہوئی، تعلیم کا آغاز والد صاحب کے ذریعہ ہوا، کچھ دنوں بعد مقامی پاٹھ شالہ میں داخل ہوئے، لیکن کم وبیش چھ ماہ کے بعد بیند ہائی اسکول کے پہلے درجہ میں منتقل ہوگیے، یہ سال ۱۹۴۴ء کا تھا، ۱۹۴۶ء میں درجہ چہارم تک پہونچے، ۱۹۴۶ء میں ہندو مسلم فساد کی وجہ سے برقؔ صاحب کے والد نقل مکانی کرکے استھانواں منتقل ہوگیے، کیوں کہ میرہ چک میں صرف پانچ خاندان بستے تھے فساد کے بعد یہ تعداد گھٹ کر صرف دو رہ گئی تھی، بقیہ سارے غیر مسلم تھے، معاملہ بتیس دانت کے بیچ ایک زبان کا تھا، دانتوں سے زبان کا کٹنا نادر الوقوع ہے، لیکن غیر مسلموں کے ذریعہ اس زمانہ میں بھی اور آج بھی یہ شاذ ونادر نہیں ہے، جس پر الشاذ کالمعدوم کہہ کر بات آگے بڑھا دی جائے۔

۱۹۴۶ء کے خون ریز فساد کے بعد برقؔ صاحب کو بیند ہائی اسکول چھوڑ دینا پڑا، میرا چک سے استھانواں کی منتقلی برقؔ صاحب کی زندگی میں ایک ٹرننگ پوائنٹ ثابت ہوا، اور آپ کی تعلیم اسکول کے بجائے مدرسہ محمدیہ استھانواں ضلع نالندہ میں ہونے لگی، اس زمانہ میں مولانا عزیز احمد صاحب بھنڈاری مدرسہ محمدیہ کے ناظم تھے، یہاں برقؔ صاحب کا داخلہ تحتانیہ دوم میں ہوا، اور اسی مدرسہ سے آپ نے بہار اسٹیٹ مدرسہ اکزامنیشن بورڈ کے نصاب کے مطابق عالم تک تعلیم پائی، اس وقت یہ مدرسہ تعلیم وتربیت کے اعتبار سے مثالی سمجھا جاتا تھا، یہاں برقؔ صاحب نے جن اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور علم وادب سیکھا، ان میں مولانا فصیح احمد، مولانا رضا کریم، مولانا وصی احمد، حافظ حفیظ الکریم رحمہم اللہ کے اسماء گرامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں، مولانا فصیح احمد اور مولانا رضا کریم جن کا شمار جید علماء میں ہوتا تھا اور جو تقویٰ طہارت امانت ودیانت میں بھی ممتاز سمجھے جاتے تھے، ان سے برقؔ صاحب نے نحو وصرف، حدیث وتفسیر، فقہ وعقائد منطق وفلسفہ اور فارسی کی تعلیم حاصل کی، حافظ عبد الکریم نے گلستاں، بوستاں، اخلاق محسنی، پند نامہ، عطار کے اسباق پڑھا کر فارسی زبان وادب سے دلچسپی پیدا کی، انگریزی کی تعلیم ماسٹر انوار الحق استھانواں، ماسٹر عبد الودود اکھدمی، ماسٹر عبد الصمد بہار شریف، ماسٹر علی کریم استھانوی اور مشتاق بھائی ملک ٹولہ سے پائی، ان حضرات کی محنت سے انگریزی زبان وادب میں ایسی مہارت پیدا ہوئی کہ بعد کے دنوں میں فارسی کے استاذ ہونے کے باوجود لڑکے ان سے انگریزی کی ٹیوشن لیا کرتے تھے، ہندی اور حساب میں بھی گرو سہائے پرشاد اکبر پوری نے خاصہ درک پیدا کر دیا تھا۔

برقؔ صاحب نے ۱۹۵۹ء میں عالم کی ڈگری مدرسہ سے پانے کے بعد ۱۹۶۰ء میں میٹرک میں کامیابی حاصل کی، ۱۹۶۳ء میں دربھنگہ کے پُرکھوپٹی پرائمری اسکول میں ملازمت مل گئی، اس کے باوجود ۱۹۷۷ء تک تعلیم کے مراحل طے کرتے رہے، ڈبل ایم اے کرنے کے ساتھ ۱۹۶۶ء میں ٹیچر ٹریننگ کا دو سالہ کورس مکمل کیا، بی اے آنرس فارسی، ایم اے فارسی، ایم اے اردو میں فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن حاصل کرنے میں کامیاب رہے، ایم اے فارسی میں ٹوپر کے ساتھ یونیورسٹی کے سابقہ ریکارڈ توڑنے میں بھی انہیں کامیابی ملی، ۱۹۷۸ء میں امتیازی نتائج امتحان کی وجہ سے بہار یونیورسیٹی مظفر پور کے آر ڈی اس کالج میں آپ کی بحالی عمل میں آئی اور آپ نے قریب کے محلّہ پوکھریا پیر مظفر پور میں زاہدہ منزل کے کرایہ کے ایک کمرہ میں بود وباش اختیار کر لیا اور کالج کے اوقات کے علاوہ طلبہ کو انگریزی کا ٹیوشن کراتے تھے اور واقعہ یہ ہے کہ ان سے اردو وفارسی کے طلبہ کم اور انگریزی کے طلبہ زیادہ فائدہ اٹھا رہے تھے۔

میں جب دار العلوم دیو بند سے فارغ پا کر مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور ویشالی میں تدریسی خدمات پر مامور ہوا تو کئی سال رمضان المبارک میں پوکھریا پیر کی مسجد میں تراویح میں قرآن سنانے کا اتفاق ہوا، وہ ان دنوں میرے مقتدی ہوا کرتے تھے اور بقیہ وقت مسجد میں خالصتا لوجہ اللہ امامت بھی کیا کرتے تھے، میں نے اپنی زندگی میں کسی پروفیسر کو اس پابندی کے ساتھ امامت کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ۲۰۰۰ء میں وہ اردو فارسی کے صدر شعبہ کی حیثیت سے آر ڈی اس کالج سے ہی ریٹائر ہوئے، سبکدوشی سے پہلے ۱۹۹۲ء میں انہوں نے زکریا کالونی سعد پورہ مظفر پور میں ایک قطعۂ آراضی حاصل کر کے مکان تعمیر کرا لیا تھا، اور وہیں آخری عمر تک رہے، اہلیہ کی وفات کے بعد اپنے بڑے صاحب زادہ امجد حیات برقؔ کے ساتھ رہا کرتے تھے، جہاں جہاں ان کا تبادلہ ہوتا وہ ان کے ساتھ وہاں قیام پذیر ہو جاتے، چند مہینے قبل تک دربھنگہ تھے، پھر جب امجد حیات صاحب کا تبادلہ بھاگلپور ہوا تو وہ ان کے ساتھ چلے گیے، امجد حیات رجسٹرار کے عہدہ پر فائز ہیں، میری بھتیجی طلعت جہاں آرا عرف سوئیٹی بنت ماسٹر محمد رضا الہدیٰ رحمانی ان کے دوسرے صاحب زادہ سرور حیات کے نکاح میں ہے، میری ایک چچازاد بہن اور چھوٹے بھائی ماسٹر محمد نداء الہدیٰ کی اہلیہ زینت آرا عرف نوروزی نے ان کی رہنمائی میں عارف ماہر آروی پر تحقیقی مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، میرے ایک بھائی ماسٹر محمد فداء الہدیٰ فدا نے بھی ان کی نگرانی میں پی ایچ ڈی کے لیے رجسٹریشن کروا رکھا تھا، لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شد۔

ڈاکٹر معراج الحق برقؔ فطری طور پر شاعر تھے، اسی لیے کم سنی سے ہی باوزن اور بے وزن اشعار کی پرکھ پیدا ہوگئی تھی، ۱۹۵۵ء میں یاد رفتگاں کے نام سے ایک نظم لکھی تھی، گاہے گاہے طلب پر سہرا یا موضوعاتی نظم لکھتے رہے، لیکن شاعری کبھی بھی ان کے لیے ذریعہ عزت نہیں رہی، پروفیسر ثوبان فاروقی کی بیٹی کی ولادت پر انہوں نے سولہ اشعار پر مشتمل تہنیت نامہ لکھا تھا، اس کے جواب میں پچاس اشعار پر مشتمل منظوم خط پروفیسر ثوبان فاروقی سابق صدر شعبہ اردو آراین کالج حاجی پور نے ان کو ارسال کیا تھا، برقؔ صاحب نے اس کے جواب میں چھہتر اشعار پر مشتمل دوسرا مکتوب ان کی خدمت میں ارسال کیا، ان تینوں کو ڈاکٹر امام اعظم نے تمثیل نو جنوری ۲۰۲۱ء تا جون ۲۰۲۲ء کے شمارہ میں شائع کر دیا ہے اسی شمارہ میں ''کھینی امان اللہ'' کے عنوان سے بھی ایک نظم ہے، جن سے ان کی قادر الکلامی، برجستہ گوئی، رفعت تخیل اور ندرت افکار کا پتہ چلتا ہے۔

برقؔ صاحب کی نانی ہال میر غیاث چک تھی، ان کے والد حکیم عبد اللہ صاحب نے یکے بعد دیگرے تین شادی کی تھی، برقؔ صاحب محل اولیٰ سے تھے، ان کے ایک اور بھائی سراج الحق تھے، جو ان سے بڑے تھے، جن کا انتقال ۲۰۱۲ء میں ہوا، ان کے تین علاتی یعنی باپ شریک بھائی اور ہیں جن کے نام اعجاز الحق، اظہار الحق اور نثار الحق ہیں، برقؔ صاحب کی شادی باڑھ سب ڈویزن کے گاؤں کنہائی چک ضلع پٹنہ میں دسمبر ۱۹۶۹ء میں ہوئی تھی۔

برقؔ صاحب کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا شمس الہدیٰ صاحب راجوی دربھنگوی دامت برکاتہم سے تھا، مظفر پور میں جب پروفیسر برقؔ صاحب کا قیام ہوتا مولانا کے ارادت مندوں کی مجلس مراقبہ اور ذکر پروفیسر برقؔ صاحب کے گھر پر ہی لگا کرتی تھی، گاہے گاہے وہ حضرت سے ملاقات کے لیے گنور وغیرہ کا سفر بھی کیا کرتے تھے، پرفیسر برقؔ تکبیر اولیٰ کے ساتھ مسجد میں با جماعت نماز کے انتہائی پابند تھے، زکریا کالونی کے امام مفتی آصف قاسمی جب کبھی رخصت پر ہوتے تو وہاں کی امامت انہیں کے ذمہ ہوتی تھی اور تمام مقتدی ان کی امامت میں نماز کی ادائیگی سعادت سمجھتے تھے، جب گھٹنوں میں تکلیف رہنے لگی تو بھی مسجد کی حاضری نہیں چھوٹی، پہلی صف میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔

برقؔ صاحب نے پی ایچ ڈی تصوف پر کیا تھا، اس لیے ان کے مزاج میں صوفیت کا غلبہ تھا، وہ کم سخن نہیں، کم گو تھے، زیادہ سنتے اور کم بولتے، غیبت وغیرہ کی مجلسوں سے دور رہتے، مولانا شمس الہدیٰ راجوی سے اصلاحی تعلق کے بعد اس کیفیت میں اضافہ ہوگیا تھا، تصوف کے رموز ونکات پر ان کی گہری نظر تھی، وہ اپنے مرشد کی طرف سے دیے گیے اوراد ووظائف کے پڑھنے کا بڑا اہتمام کرتے تھے، انہوں نے اپنی مختصر آپ بیتی بعنوان ''یاد ماضی عذاب ہے یا رب'' مولانا طلحہ نعمت ندوی استھانواں کی فرمائش پر لکھا تھا۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ان کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل دے آمین۔ یارب العالمین

## کتابوں کی دنیا

: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

### ظفر پیامی کا تخلیقی سفر

ڈاکٹر عطاء اللہ خان علوی (ولادت ۲۳/ستمبر ۱۹۵۵ء) بن ڈاکٹر محمد آل حسن خان بن ڈاکٹر نور حسن خان ساکن سہسرام موجودہ ضلع رہتاس اپنے ادبی اور قلمی نام اے کے علوی سے جانے پہچانے جاتے ہیں، خاصے پڑھے لکھے آدمی ہیں، انہوں نے ایم اے پی ایچ ڈی کیا ہے، پوری زندگی تعلیم کے فروغ میں لگا دی اسکول سے صدر مدرس کے عہدہ سے سبکدوش ہیں، تعلیمی میدان میں قابل قدر خدمات کی وجہ سے محکمہ وزارت تعلیم حکومت ہند کا ایوارڈ بدست صدر جمہوریہ ہند کے آرنرائنن پا چکے ہیں۔ اہل علم کے درمیان اچھے صحافی، باشعور تنقید نگار، جرأت مند صحافی اور ماہر تعلیم کی حیثیت سے متعارف ہیں، سہسرام کی تہذیبی، ثقافتی ادبی سرگرمیوں کی جان ہیں، سرکاری، غیر سرکاری مختلف محکموں اور اداروں کے رکن اور مختلف ذمہ دارانہ عہدوں پر فائز رہے ہیں اور ہیں، سمینار، مشاعرہ، کوی سمیلن، سماجی، تعلیمی اور طبی خدمات میں شرکت ان کی روز مرہ زندگی کے اہم مشاغل ہیں، عمر عزیز کے چالیس سال انہیں کاموں میں صرف کر دیے آج بھی فعال، متحرک اور ہر دم رواں؛ بلکہ کہیے کہ بڑھاپے میں جواں نظر آتے ہیں، خان برادری کے مختلف گاؤں میں ان کی رشتہ داری ہے، جسے وہ نبھانے کی کوشش کرتے ہیں، خاندانی نسب وسلاسل کے بھی حافظ ہیں، ایک بار تحریک پیدا کر دیجئے اور پھر ان کی گل افشانی گفتار سے محظوظ ہوتے رہیے۔

''ظفر پیامی کا تخلیقی سفر'' اے کے علوی کا تحقیقی مقالہ ہے جو انہوں نے ڈاکٹر اعجاز علی ارشد کی زیر نگرانی مکمل کیا اور پی اچ ڈی کی ڈگری پائی، اور اب مطبوعہ شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے، دو سو چوبیس صفحات پر مشتمل اس کتاب کی قیمت دو سو روپے ہے، ایجوکیشن پبلشنگ ہاؤس دہلی سے چھپی ہے، اس لیے طباعت صاف ستھری، دیدہ زیب اور قلب ونظر کو اپنی طرف متوجہ کرنے والی ہے، آپ لینا چاہیں تو بک امپوریم سبزی باغ پٹنہ سے حاصل کر سکتے ہیں، سہسرام علی گڈھ اور نئی دہلی کے مکتبوں پر بھی یہ کتاب دستیاب ہے، کتاب اور بات دونوں کا لطف لینا چاہیں تو علوی ہاؤس، ہاؤس نمبر (۱) وارڈ نمبر ۳۰، محلّہ چوکھنڈی، سہسرام ضلع رہتاس بہار 821115 سے 9304520864 پر رابطہ کر سکتے ہیں، آپ کے اس رابطہ کا فائدہ یہ ہو سکتا ہے کہ کتاب مفت میں مل جائے، گو مفت حاصل کرنے والی لت اچھی نہیں ہے، خرید کر پڑھنے سے ہر دو کا فائدہ ہے، آپ رقم خرچ کرنے کی وجہ سے دلچسپی کے ساتھ پڑھ لیں گے نہیں پڑھیں گے تو محسوس ہوگا کہ رقم ضائع گئی اور مصنف کو خرچ کا کچھ حصہ مل جائے گا۔ کتاب کا انتساب ڈاکٹر اعجاز علی ارشد کے نام ہے جو مولانا مظہر الحق عربی وفارسی پٹنہ کے سابق وائس چانسلر اور پٹنہ کالج کے سابق پرنسپل رہ چکے ہیں، اور جن کی زندگی مصنف کے لیے مشعل راہ کا کام کرتی رہی ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۲/پر)

# حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

## قصر شاہی میں صحابیؓ کی استقامت و بیباکی

صحابہ کرام نے جب فارس پر حملہ کیا تو ایک ایسے شہر کا محاصرہ کیا، جس میں بادشاہ کا تخت بھی تھا۔ محاصرہ کئے ہوئے مسلمانوں کو کافی دن گزر گئے۔ بادشاہ نے اپنے ہمنواؤں سے مشورہ کیا کہ ان لوگوں سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ یہ تو جدھر بھی قدم اُٹھاتے ہیں، کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ ہم پر مسلط ہو گئے تو ہم کیا کریں گے۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ بادشاہ سلامت! آپ ان کو بلا کر اپنا دبدبہ اور جاہ وجلال دکھائیں۔ یہ بھوکے ننگے لوگ ہیں۔ یہ ہمارے مال و دولت سے ڈر جائیں گے۔ اس نے کہا: بہت اچھا۔ چنانچہ اس نے پیغام بھجوایا کہ صلح کے لئے کوئی بندہ بھیجو، جو مذاکرات کرے، صحابہ کرام نے ایک صحابی کو اس طرف روانہ کیا۔

یہ ایسے صحابی تھے، جن کا کُرتا پھٹا ہوا تھا اور ببول کے کانٹوں سے سلا ہوا تھا۔ ان کے بیٹھنے کے لئے گھوڑے پر زین تک نہیں تھی۔ بلکہ ننگی پیٹھ پر بیٹھ کر آئے اور ہاتھ میں صرف نیزہ تھا۔ وہاں جا کر بادشاہ کے تخت پر بیٹھ گئے۔ بادشاہ کو بڑا غصہ آیا کہنے لگا، تمہیں کوئی لحاظ نہیں کہ تم کس کے پاس آئے ہو۔ نہ کوئی آداب کا خیال ہے، نہ طریقہ، نہ سلیقہ۔ فرمایا کہ ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بادشاہوں کے دربار میں اسی شان سے آنے کا طریقہ سکھایا ہے۔ یہ سن کر اسے بڑا غصہ آیا۔ کہنے لگا تم کیا چاہتے ہو؟ فرمایا، اسلم تسلم۔ اسلام قبول کرلو سلامتی پا جاؤ گے کہنے لگا، نہیں قبول کرتا۔ فرمایا کہ اگر نہیں قبول کرتا تو پھر حکومت ہماری ہوگی اور تمہیں رہنے کی پوری آزادی ہوگی۔ اس نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے حکومت ایسے بھوکے ننگے غریب لوگوں کے حوالے کر دیں؟ صحابی فرمانے لگے، اچھا یاد رکھنا کہ اگر یہ بات نہ مانی تو ہم تمہارے ساتھ جنگ کریں گے۔

بھرے دربار میں بادشاہ کو اس طرح بے خوف ہو کر ایک بات کہہ دی۔ درباریوں کے سامنے یہ بات سن کر بادشاہ کا پسینہ چھوٹ گیا۔ اس کی بڑی سبکی ہوئی۔ کہنے لگا: اچھا، تمہاری تو یہ زنگ بھری تلواریں ہیں۔ تم ان کے ساتھ ہمارا کیا مقابلہ کرو گے؟ آپ تڑپ کر بولے، اے بادشاہ! تم نے ہماری زنگ بھری تلواروں کو تو دیکھا ہے، لیکن تلواروں کے پیچھے والے ہاتھوں کو نہیں دیکھا۔ تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کن ہاتھوں میں یہ تلواریں ہیں۔ انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا، اللہ رب العزت نے ان کو کامیابی سے ہمکنار کر دیا۔ جی ہاں، جو غیر اللہ سے نہیں ڈرتے اللہ تعالیٰ ان کی گفتار میں یوں تاثیر پیدا فرما دیتے ہیں۔ (خطبات ذوالفقار: ص۳/ ۶۹)

لگا تا تھا تو جب نعرہ تو خیبر توڑ دیتا تھا حکم دیتا تھا دریا کو تو رستہ چھوڑ دیتا تھا

## گڑ کے بدلے سونے کی انگوٹھی

شیخ سعدیؒ نے ایک حکایت لکھی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب میں چھوٹا سا تھا تو میری والدہ نے مجھے سونے کی انگوٹھی بنوا کر دی، میں انگوٹھی پہن کر باہر نکلا تو مجھے ایک ٹھگ مل گیا، اس کے پاس گڑ کی ڈلی تھی، اس نے مجھے بلایا اور کہا کہ یہ چکھو، میں نے گڑ کو چکھا تو میٹھا لگا پھر وہ کہنے لگا کہ اب اپنی انگوٹھی کو چکھو، جب میں نے اپنی انگوٹھی کو چکھا تو کچھ لذت محسوس نہ ہوئی وہ مجھے کہنے لگا کہ یہ بے لذت چیز دیدو اور لذت والی چیز لے لو میں نے اس کی باتوں میں آکر اسے سونے کی انگوٹھی دیدی اور گڑ کی ڈلی لے لی۔ اسی طرح اگر محبت الٰہی کی قدر و قیمت ہمارے دل میں نہ ہو تو آدمی غفلت و معصیت کی وجہ سے اس کو ضائع کر دیتا ہے۔ (خطبات: ۱۲۲/۸)

حسن فانی کی سجاوٹ پر نہ جا یہ نقش سانپ ہے ڈس جائیگا

## ہرن کے بچہ پر نگاہ رحمت

حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے جا رہے تھے، ایک یہودی نے ہرنی پکڑی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب قریب سے گذرے تو اس ہرنی نے آپ سے کہا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اس نے پکڑ لیا ہے، اس سامنے والے پہاڑ میں میرا بچہ ہے اور اس کو دودھ پلانے کا وقت ہو گیا ہے، مجھے دیر ہو رہی ہے، میری ممتا جوش مار رہی ہے کہ میں اسے دودھ پلا لوں، آپ مجھے تھوڑی دیر کے لیے آزاد کرا دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سنی تو یہودی سے کہا، تھوڑی دیر کے لیے اسے آزاد کر دو، یہ دودھ پلا کر واپس آجائیگی۔ اس نے کہا بڑی مشکل سے اسے پکڑا ہے، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ذمہ داری لیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں، چنانچہ ہرنی کو چھوڑا گیا، وہ اسی وقت چھلانگیں مارتی ہوئی پہاڑی کی طرف گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی وہیں تھے کہ وہ دوبارہ بھاگتی ہوئی واپس آگئی، یہودی ہرنی کی اس اطاعت کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ چنانچہ اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

## صحبت بد کا اثر جانکنی کے وقت بھی

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ ایک آدمی میرے پاس آیا جو کسی میرے تعلق والے کا قریبی عزیز تھا، وہ بیمار ہو گیا، قریب تھا کہ اسے موت آجائے وہ تعلق والا بندہ میرے پاس آیا اور اس نے بڑی منت وسماجت کی کہ حضرت! آخری وقت ہے تشریف لائیں اور کچھ توجہات فرمائیں، اس کی آخرت اچھی بن جائے گی، فرماتے ہیں کہ میں وہاں گیا، میں نے بہت دیر تک توجہ دی، مگر میں نے دیکھا کہ اس کے دل کی ظلمت پر کوئی فرق نہ پڑا، میں بڑا حیران ہوا کہ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا، پہلے تو جب بھی اللہ تعالیٰ کی مدد سے متوجہ ہوا، رب کی رحمت نے یاوری فرمائی اور سالکین کے دلوں کی ظلمتوں کو دور کر دیا، یہ عجیب معاملہ تھا کہ اتنی توجہ بھی کی مگر اس کے دل پر ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوا، بے اختیار اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا تو دل میں القاء فرمایا گیا کہ آپ کی توجہ سے یہ ظلمت دور نہیں ہوگی اس لیے کہ اس آدمی کے کفار کے ساتھ محبت کے تعلقات ہیں، کافروں سے محبت رکھنے کی وجہ سے دل پر ایسی ظلمت آئی جو وقت کے مجدد کی توجہات سے بھی دور نہ ہوسکی۔ (خطبات ذوالفقار: ۴/۴۷)

## شیخ سے جس قدر مناسبت اسی قدر فائدہ

سیدنا حضرت عمر بن خطاب نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بارش ہو رہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاں قدم مبارک ہیں وہاں ابوبکر صدیق کا سر ہے، بارش کا جو پانی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آرہا ہے، وہ سارے کا سارا ابوبکر صدیقؓ پر آرہا ہے، حضرت عمر بن خطابؓ نے بھی اپنے آپ کو قریب کھڑے دیکھا، عمر ابن خطابؓ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ سے چھینٹیں اڑ کر میرے اوپر پڑ رہے ہیں اور میں بھی بھیگا چلا جا رہا ہوں، صبح اٹھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے رات خواب میں یہ چیزیں دیکھی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر! یہ علوم نبوت تھے جو بارش کی طرح میرے اوپر برس رہے تھے صدیق کو چونکہ میرے ساتھ کمال مناسبت نصیب ہے اس لیے وہ مجھ سے سب سے زیادہ کمالات پا رہا ہے، اور اس کے ساتھ مناسبت کی وجہ سے تم بھی ان علوم کو حاصل کر رہے ہو کمالات نبوت سب سے زیادہ سیدنا صدیق اکبر نے حاصل کئے، اور علوم ولایت کو حضرت علیؓ نے سب سے زیادہ حاصل کیا، یہ کمالات نبوت نسبت اتحادی کی تیسری دلیل ہے۔ (خطبات ذوالفقار: ۴/۹۴)

مٹا دو ہاں مٹا دو اپنی ہستی تم محبت میں یہی کہتے ہیں بسطامی غزالی اور جیلانی

## اللہ والوں کے ہدیہ کی برکت نہ پوچھئے...

حضرت جنید بغدادیؒ کا ایک مرید بڑا پریشان ہو کر کہنے لگا، حضرت! حج کا ارادہ ہے؛ لیکن کچھ بھی پاس نہیں، فرمایا: حج پر جاؤ اور میری طرف سے یہ دینار لیکر جاؤ، اس نے کہا بہت اچھا، وہ حضرت سے دینار لیکر باہر نکلا، ابھی بستی کے کنارے پر ہی تھا تو دیکھا کہ ایک قافلہ جا رہا ہے، اس نے بھی قافلہ والوں کو سلام کیا، انہوں نے جواب دیا، پوچھا، بھئی! بتاؤ کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ حج پر جا رہے ہیں، اس نے کہا میں بھی حج پر جا رہا ہوں؛ مگر میں تو پیدل چلوں گا، وہ کہنے لگے کہ ایک آدمی نے ہمارے ساتھ جانا تھا وہ بیمار ہو گیا، جس کی وجہ سے وہ پیچھے رہ گیا ہے، اس کا اونٹ خالی ہے، آپ اس پر سوار ہو جائیے، یہ شخص اونٹ پر بیٹھ گیا اب جہاں قافلے والے رکتے اور کھانا پکاتے اس کو مہمان سمجھ کر ساتھ کھلاتے، پورا حج کا سفر اسی طرح طے کیا، آخر کاران کے ساتھ حج کر کے واپس آیا اور بستی کے کنارے پر انہوں نے اسے اتارا، اس کو کہیں بھی خرچ کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی، شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگا، حضرت! عجیب حج کیا، میں تو مہمان ہی بنکر پھرتا رہا اور اب یہاں پہونچ گیا ہوں، حضرت نے فرمایا: کہ تمہارا کچھ خرچ ہوا؟ عرض کیا کچھ بھی خرچ نہیں ہوا، فرمانے لگے کہ میرا دینار واپس کر دو، اللہ والوں کا ایک دینار بھی خرچ نہیں ہوتا، برکت ایسی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دینار کو خرچ ہی نہیں ہونے دیتے، یہ مال میں برکت تھی جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دی تھی۔ (خطبات ذوالفقار: ۶/ ۱۷۸)

## علم کے متوالے ایسے بھی تھے...

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی عمر کا آخر زمانہ تھا، ایک مرتبہ ان کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیزؒ نے درس قرآن کے دوران پانی مانگا، ایک طالب علم بھاگ کر ان کے گھر گیا اور کہا کہ شاہ صاحب نے پانی مانگا ہے، جب شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے سنا تو انہوں نے ٹھنڈی سانس لی اور کہنے لگے، افسوس! میرے خاندان سے علم کا نور اٹھا لیا گیا، بیوی نے کہا کہ جی آپ اتنی جلدی فیصلہ نہ کریں، میں ابھی صورتِ حال معلوم کر لیتی ہوں، چنانچہ انہوں نے گلاس میں پانی ڈالا اور اس میں سرکہ ملا دیا، سرکہ کڑوا ہوتا ہے اور پینے میں عجیب ذائقہ محسوس ہوتا ہے، وہ طالب علم جب سرکہ ملا پانی لے گیا تو شاہ عبدالعزیز نے وہ پانی لیکر پی لیا اور درس قرآن دیتے رہے، جب درس قرآن سے فارغ ہو کر گھر آئے تو والدہ نے پوچھا، بیٹا! تم نے پانی پی لیا تھا؟ عرض کیا، جی پی لیا تھا، والدہ نے پوچھا وہ پانی کیسا تھا؟ عرض کیا امی! مجھے یہ تو پتہ نہیں وہ کیسا تھا؟ اب انہوں نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے عرض کیا کہ دیکھئے کہ عبدالعزیز کو پانی کی اتنی شدید پیاس تھی کہ پانی میں سرکہ کا پتہ نہیں چلا، اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے بے ادبی کی وجہ سے نہیں پیا، بلکہ اپنی ضرورت کی وجہ سے پیا جو عین جائز تھا ورنہ تو درس بھی نہ دے پاتے، اس لیے ہمارے خاندان سے ابھی ادب رخصت نہیں ہوا، یہ سنکر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اطمینان کا سانس لیا اور دعا کی، اے اللہ! میرے خاندان میں علم و ادب کو ہمیشہ باقی رکھنا۔

## امام اعظم کا معمول

حضرت امام اعظم بھی دوپہر کو قیلولہ کی نیت سے سو جاتے تھے اور باقی پورا وقت عبادت میں گزارتے تھے۔ یہ بات پہلے سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ لیکن ذکر کی لائن میں لگنے کے بعد بالآخر سمجھ میں آگئی کہ ہمارے مشائخ کو ساری ساری زندگی عبادات کی توفیق کیسے مل جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی نیند کے وقت میں برکت دے دیتے تھے۔ چنانچہ تھوڑی دیر کی نیند ان کے جسم کو سکون دے دیتی تھی۔ ان کے نزدیک سونا برائے سونا تو ہوتا نہیں۔ نیند کا مقصد تو جسم کو راحت دینا ہوتا ہے کہ جسم تازہ دم ہو جائے اور پھر کام میں لگ جائے۔ اس لئے حضرت مرشد عالمؒ اپنے آخری ایام میں فرمایا کرتے تھے اب میرے لئے دن اور رات کا فرق ختم ہو گیا ہے۔ (خطبات ذوالفقار: ۱۱/ ۱۵۷)

## قوم کا غم

مولانا محمد علی جوہر کو آخری عمر میں شوگر کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا جب کانگریس نے نمک بنانے کی تحریک شروع کی اور گاندھی جی نے مولانا کو بھی نمک بنانے اور سول نافرمانی میں حصہ لینے کی دعوت دی تو مولانا محمد علی جوہر گاندھی سے کہنے لگے: ’’میں نمک کیا بناؤں، قوم کے غم میں دس سال سے تکبر شکر جو بنا رہا ہوں۔

# نئے عالمی حالات میں امت مسلمہ کا کردار

قاضی مجاهد الاسلام قاسمیؒ

اس روئے زمین پر بسنے والی قوموں کے درمیان امت مسلمہ کا امتیاز اس کی ان خصوصیات کی بنیاد پر ہے جن میں کوئی دوسری قوم اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ان میں اس کی سب سے اہم خصوصیت اس کا وہ پیغام ہے جسے اس نے پوری انسانیت تک پہنچایا۔ یہ پیغام اپنی وسعت و جامعیت کے لحاظ سے انسانی زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی ہے۔ وہ بغیر کسی تفریق کے زندگی کے ہر شعبے اور اجتماعی و انفرادی ہر میدان میں اپنی رہنمائی پیش کرتا ہے۔ایسا نہیں کہ وہ زندگی کے کسی پہلو پر بہت زور دے اور دوسرے پہلو سے بالکلیہ صرف نظر کرلے۔ بلکہ وہ زندگی کے ہر گوشے کو توازن اور اعتدال کے ساتھ اپنی گرفت میں لئے ہوئے ہے، یہی وہ خصوصیت ہے جو اس کے دین کو بقاو دوام اور ہر زمان ومکان کا ساتھ دینے کی صلاحیت عطا کرتی ہے۔

امت اسلامیہ کا پیغام اپنی جامعیت کی خصوصیت کے ساتھ محض کوئی نظری اور خیالی فلسفہ نہیں / بلکہ یہ ایک شاندار اور خوشگوار عملی تجربہ ہے جسے ایک طویل مدت تک واقعی طور پر انسانی زندگی میں آزمایا جاچکا ہے۔ جولوگ اسلام کی ابتدائی تاریخ پر نظر رکھتے ہیں ان پر یہ بات مخفی نہیں کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے ڈوبی ہوئی جہالت اور اندھی ضلالت سے نکل کر اور اسلام کے نور سے منور کر کے عرب کی سرزمین میں کیسا مثالی، انقلابی اور حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا، انہوں نے سادہ اور بدویانہ زندگی سے نکل کر اس دور کی سب سے ترقی یافتہ قوموں کی قیادت کی، اور ان کے سامنے زندگی کے تمام شعبوں کے لئے سنہرے اصول اور گرانقدر رہنمائی پیش کی، اور زندگی کے ہر میدان میں قائدانہ رول ادا کیا اور قیادت کے منصب پر فائز رہے، اور کتاب وسنت کی روشنی میں انسانی زندگی کی اصلاح، فرد اور جماعت کی تربیت، اور خاندانی اور معاشرتی زندگی کی تنظیم کی، اقتصادی مسائل کا بہترین حل پیش کیا، علمی تحقیقات کا بیڑا اٹھایا، حکومت وسیاست کے رہنما اصول وضع کئے، غرض یہ کہ زندگی کا ایسا کوئی گوشہ نہیں جس میں مسلمانوں نے نمایاں اور قائدانہ رول ادا نہ کیا ہو۔ یہ عظیم الشان کارنامہ صحابی رسول سیدنا حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی سچی تصویر ہے جس میں انہوں نے امت مسلمہ اور متوقع کردار کا تعارف کرایا ہے۔فرماتے ہیں:

”اللہ نے ہمیں اس لئے بھیجا ہے کہ ہم اس کی مشیت سے لوگوں کو انسانوں کی بندگی سے نکال کر ایک اللہ کی بندگی کی طرف، دنیا کی تنگی سے رہائی دے کر اس کی وسعت کی طرف اور ادیان و مذاہب کے ظلم وستم سے نجات دے کر اسلام کے عدل وانصاف کی طرف لائیں“۔

امت مسلمہ جس پیغام کی حامل ہے اس کی بنیاد نہایت ٹھوس اور مستحکم اصولوں اور اسلام کے محکم عقائد پر ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور روز قیامت پر ایمان اور وحی الٰہی کی تصدیق، یہ بنیادیں جتنی مضبوط ہوں گی اور امت کا ان پر ایمان جتنا قوی ہوگا اسی کے لحاظ سے اس کا پیغام بھی طاقتور ہوگا، اور اس پر زمانے کے انقلابات وتغیرات اثر انداز نہ ہوسکیں گے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نئی دنیا نے سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں حیرت انگیز ترقی کی ہے، اور ان ترقیات کے نتیجہ میں ایسی تحقیقات اور انکشافات ہوئی ہیں جس نے ارباب عقل و دانش کو حیرت زدہ کردیا ہے، اور زندگی کے معیار اور پیمانے بدل دئے ہیں، اور سائنٹیفک ترقیات کے نتیجہ میں اس وسیع عالم کی دوری کم ہوگئی ہے، بلکہ دنیا سمٹ کر ایک چھوٹے گاؤں کی صورت اختیار کرگئی ہے لیکن ایک بڑی حقیقت جس کا ہم عملی زندگی میں مشاہدہ کررہے ہیں وہ یہ ہے کہ علم جدید نے اگر ایک طرف عالم کی دوری کم ہے، اور اس کے دور دراز علاقوں کو باہم قریب کردیا ہے تو دوسری طرف اس نے لوگوں کے دلوں میں بڑی دوری پیدا کردی ہے، اس نے انسانی زندگی میں، حکومتوں اور سلطنتوں کے درمیا، علاقوں اور بستیوں کے مابین بلکہ خاندان اور اس کے افراد کے درمیان ایسی پیچیدہ مشکلات پیدا کردی ہیں کہ ارباب عقل و دانش ان کا مناسب حل پیش کرنے سے قاصر ہیں، آج مختلف سطح پر دنیا کو کتنے مسائل کا سامنا ہے، اور کتنی مشکلات ہیں جن کا حل دشوار نظر آرہا ہے، اور کتنی کشمکش اور لڑائیاں ہیں جن کی آگ بھڑکنے سے معصوم انسانیت کی زندگی خاکستر ہورہی ہے، یہاں پر قدرتی طور پر ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی اصل وجہ کیا ہے، اور ان سب واقعات و مشکلات کے پیچھے کیا اسباب کارفرما ہیں۔ یہ ایک فطری سوال ہے جس کا اطمینان بخش جواب سامنے آنا ضروری ہے۔

ہمارا اس بات پر یقین ہے کہ نئی ترقیات کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ان مشکلات کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ اس دور کے انسان نے اپنی مادی ترقیات کی دوڑ میں اعتقادی اور اخلاقی پہلو کو نظر انداز کردیا ہے، آج انسانوں کے قلوب سے عقیدے اور اخلاقی قدروں کی اہمیت نکل گئی ہے آخرت کی جوابدہی کا احساس ختم ہوگیا ہے، اور اللہ حیی وقیوم اور علیم وخبیر کی ذات پر ایمان واعتماد کمزور ہوگیا۔اور انسانی زندگی اسلام کے اس عادلانہ نظام سے منحرف ہوگئی ہے جس کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے۔ زندگی کی فطری اور اصل اسلامی راہ سے انحراف ہی وہ اصل سبب ہے جس نے اس وقت انسانی زندگی کو عدل وانصاف، چین وسکون اور ترقی وخوشحالی سے پھیر کر ناکامی، بدبختی اور مشکلات سے دوچار کیا ہے۔

اس وقت دنیا میں جو نظام اخلاق رائج ہے وہ ”بنتھم“ کے فلسفہ ”افادیت“ اور ”ایپیکورس“ کے فلسفہ ”لذتیت“ کا مجموعہ ہے۔ یہ افادیت اور لذتیت دنیا کی ہر چیز کو جائز کردیتی ہے، بلکہ اس کا شمار عصر حاضر کی اخلاقی بنیادوں میں ہوتا ہے، اس نظام میں فرد کی آزادی کو اجتماعی اور معاشرتی مصالح پر فوقیت حاصل ہے۔ چنانچہ فرد اس میں اپنی آزادی سے فائدہ اٹھاتا ہے خواہ اس کی بنیاد پر پورے معاشرہ کو نقصان کا سامنا کرنا پڑے، اس آزادی نے خاندانی نظام کو بری طرح منتشر کردیا ہے، اور ذلت وپستی کے غار میں دھکیل دیا ہے، بوڑھا باپ ”اولڈ ہوم“ میں زندگی گزارتا ہے۔اور لوگوں کے درمیان خاندانی تعلقات صرف رسمی حد تک باقی رہ گئے ہیں، مختلف تقریبات کے موقعوں پر محض کارڈ بھیج دئے جاتے ہیں اور بس۔ اس طرح دنیا تجارتی مارکٹ کی صورت میں تبدیل ہوگئی ہے، جس کے ہر گوشے میں محض تجارتی مصالح کی کشمکش جاری ہے، ایسے ایٹمی اسلحے اور مہلک کیمیاوی ہتھیار ایجاد کئے جارہے ہیں جن سے پوری انسانیت کو خطرہ لاحق ہے، تجارتی مقاصد کے تحت ان کی خرید وفروخت ہورہی ہے، اور انسانی زندگی کے مفاد میں استعمال کئے جانے کے بجائے اسے تباہ کرنے کے لئے ان کا استعمال ہورہا ہے، یہ وہ صورت حال ہے جس نے پورے عالم کو مضطرف کر رکھا ہے، وی ڈی اور ٹیلی ویژن، جنسی خواہشات کو ابھارنے والی فحش اور مخرب اخلاق فلموں اور عریاں تصویروں کا رواج روزافزوں ہے جس نے دورِ حاضر کے انسانوں کو ”ایڈز“ جیسی خبیث اور لاعلاج بیماری کا تحفہ دیا ہے، دورِ جدید کے یہ اور اس جیسے متعدد تحفے ہیں جن سے پورے عالم کو خطرہ لاحق ہے، اور انسانی زندگی کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ ان خطرناک حالات میں انسانیت کی نگاہ بصد شوق اس امت کی منتظر ہے جو اسے امن وامان، راحت وسلامتی اور سکونِ قلب عطا کرے، اور ان تمام مہلک خطرات سے اس کی حفاظت کرے۔

یہ بات بالکل طے شدہ ہے کہ آج دینا جن مشکلات اور پیچیدہ مسائل سے دوچار ہے، یا مستقبل میں جو مشکلات اسے درپیش ہیں ان کا واحد اور کامیاب حل اس وحی سماوی اور دین الٰہی میں پوشید ہے جسے حضور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش فرمایا ہے وہ انسانیت کے لئے ہر قسم کے اطمینان، امن وسلامتی، ترقی و خوشحالی اور فلاح وکامرانی کا ضامن ہے اور امت اسلامیہ جو اس پیغام کی حامل ہے وہ اس دعوت کو تمام اقوام عالم اور اقصائے عالم تک پہنچانے کی مکلّف اور اپنے رب کے سامنے جوابدہ ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: ”اور اسی طرح ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنادیا ہے جو نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہیں“۔(البقرہ:142) یہ اسلامی دعوت کی حامل امت ہے، اس کے کاندھوں پر اس کے پیغام کو دنیا والوں تک پہنچانے کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ ارشاد باری ہے: ”تم لوگ بہترین امت ہو کہ لوگوں کی نفع رسانی کے لئے بھیجے گئے ہو تم بھلائی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو“۔( آل عمران:110)

یہ وہ امت ہے جو پوری انسانیت کی نفع رسانی کے لئے بھیجی گئی ہے تاکہ اسے مختلف قسم کی مشقتوں اور پریشانیوں سے نکال کر اسلام کے روشن اور عادلانہ نظام کی طرف لائے، کیوں کہ یہ اس نبی کی امت ہے جنھوں نے اپنا تعارف اس طرح کرایا ہے: ”اے لوگو! بے شک میں تم سب لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں“۔(الاعراف:158)

تقوی انفرادی، اجتماعی، خاندانی اور معاشرتی زندگی کی بنیاد ہے جیسا کہ قرآن کریم نے مختلف مواقع پر اس کی صراحت کی ہے، تقوی قلب کی اس کیفیت کا نام ہے جو رب علیم وخبیر کے سامنے جوابدہی کے احساس سے پیدا ہوتی ہے: ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور تمہاری موت واقع نہ ہو مگر مسلمان ہونے کی حالت میں“۔( آل عمران:102) دوسری بنیاد ”ایثار“ ہے، مومنین کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور اپنی جانوں پر( دوسروں ) کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو“۔(الحشر:09)

یہ ایثار انسان کے اندر پوشیدہ اس خودغرضی کا علاج ہے جو فساد اور بگاڑ کا سرچشمہ ہے، قرآن کریم نے صلہ رحمی کا حکم دیا ہے، جس کی خاندانی زندگی میں بنیادی حیثیت ہے، اور پڑوسیوں کے حقوق پر زور دیا ہے جس کی موجودہ ترقی یافتہ زندگی میں بڑی اہمیت ہے، اسلام نے صلح، جنگ اور معاہدے کے اصول مقرر کئے ہیں، اور ناحق جان ومال پر دست درازی اور آبروریزی کو قطعا حرام قرار دیا ہے، پیغمبر علیہ السلام کا ارشاد ہے: ”ہر مسلمان کا خون، اس کا مال اور عزت وآبرو دوسرے مسلمان کے لئے حرام ہے“۔ دوسروں کا مال ناحق کھانا حرام ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”اور تم اپنا مال آپس میں باطل طریقے پر مت کھاؤ“۔(البقرہ:188) اور قتل نفس کی حرمت کے سلسلے میں ارشاد باری ہے: ”اور جس نفس کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل مت کرو وہاں مگر حق پر“۔(بنی اسرائیل: 33) اللہ تعالیٰ نے زنا وفواحش حتی کہ اس سے قریب ہونے تک ممنوع قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے: ”اور زنا کے قریب بھی مت پھٹکو بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کا بات ہے اور بری راہ ہے“۔(بنی اسرائیل:32) اسی طرح اس نے دین و عقیدے کے سلسلے میں زور زبردستی سے روکا ہے، ارشاد ہے: ”دین میں کوئی زبردستی نہیں“۔(البقرہ:256)

اور اس طرح اس نے ایک ملک کے اندر بسنے والے مختلف ادیان و مذاہب کے پیروکاروں کو مخلصانہ اور پرامن بقائے باہم کی ٹھوس بنیاد فراہم کی ہے۔اسی طرح اس نے حکومتوں کے مابین دوستانہ تعلقات کو بہتر بنانے کے اصول پیش کئے ہیں تاکہ ہر ملک یکسوئی کے ساتھ پرامن ماحول میں اپنے باشندوں کی خدمت میں مشغول رہ سکے۔

یہ اس پیغام کا اجمالی خاکہ اور مختصر تذکرہ ہے جس کی یہ امت علم بردار ہے، اور جس کے طفیل ماضی میں مسلمانوں نے زندگی کے تمام میدانوں میں پوری انسانیت کی رہنمائی کی اور عالمی قیادت کے منصب پر فائز رہے۔لیکن اگر یہ امت ان خصوصیات وامتیازات سے عاری ہوجائے اور مغربی تہذیب کی ظاہری چمک اور ٹیپ ٹاپ سے متاثر ہوکر اسلامی عقائد سے منہ موڑ لے، اور اسلامی دعوت کی نشر واشاعت اور اس کی ذمہ داریوں کو انجام دینا چھوڑ دے اور دوسری قوموں کی دعوت پر لبیک کہنے لگے تو ممکن نہیں کہ یہ اسلام کے ابدی پیغام کی حال امت کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کو انجام دے سکے۔

خلاصہ یہ مسلمان جب تک خود اسلام کی مقدس تعلیمات پر عمل پیرا نہ ہوجائیں، اور اسلام کے اولین سرچشمہ اور مصدر ہدایت کتاب وسنت کی طرف رجوع کر کے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی شرعی اساس پر استوار نہ کرلیں نہ وہ عالم انسانیت کی قیادت کے منصب پر فائز ہوسکتے ہیں، نہ نئے عالمی حالات میں اپنا مطلوب اور مثالی کردار ادا کرسکتے ہیں، نہ اسلامی دعوت کے ترجمان بن سکتے ہیں، اور نہ اس مجبور ولاچار اور پیاسی انسانیت کی طرف آب شیریں کا جام پیش کرسکتے ہیں۔

آخر میں میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دست بدعاء ہوں کہ وہ ہمیں اپنی مرضیات کی توفیق دے اور ہمیشہ سیدھی راہ پر چلائے۔آمین

# ایک مردِ آہن کی حق گوئی و بے باکی

مولانا رضوان احمد ندوی

اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ ماضی میں مسلمان بڑے سخت کرب وابتلا سے گذرے، ان پر نت نئے ناگفتہ بہ حالات پیش آئے، نشیب وفراز کے ان تمام مراحل میں امت مسلمہ نے اپنے عزم وحوصلہ اور جرأت کے ساتھ نازک ترین حالات کا مقابلہ کیا، اور اللہ نے انہیں کامیابی سے ہمکنار فرمایا، کبھی کبھی صلیبیوں کی شورش اور تاتاریوں کے حملوں سے ایسا محسوس ہوئے لگا تھا کہ اب شاید اسلام ان حملوں کی تاب نہ لاسکے گا، ان کی فوجیں ہر کوچہ وبازار میں درندگی، وحشت اور بربریت کا مظاہرہ کررہی تھیں، شہر ہرایوں سے خالی ہوچکے تھے، اس لئے کہ ان کی بڑی تعداد یا تو میدان جہاد میں کام آچکی تھی، یا لڑ رہی تھی، ایسے پر آشوب حالات میں امت کے باضمیر مصلحین ومحدثین، علماء واتقیاء نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اپنے حریفوں کو شکست دی، اس طرح تاریخ اسلام کے مختلف ادوار میں اللہ ایسے ممتاز وباحوصلہ افراد کو پیدا کرتا رہا، جنہوں نے الحادولادینیت کا پردہ چاک کیا اور مسلمانوں میں نئی طاقت اور نئی زندگی عطا کی، اسلام کو دین خالص کی حیثیت سے اجاگر کیا اور حق کو روشن اور واضح کیا، جب دوسری صدی ہجری میں یونانی فلسفہ سے متاثر ہوکر کچھ روشن خیال لوگوں نے قرآن مجید کی عظمت وآفاقیت پر تیز ونشر چلانا شروع کیا کہ قرآن مجید مخلوق ہے، جس طرح دنیا کی ساری چیزیں فنا ہوجائیں گی، قرآن مجید بھی ختم ہوجائے گا، فتنہ خلق قرآن ایک ایسا فتنہ تھا کہ اگر اس کو دبایا نہ جاتا تو قرآن مجید کے لفظاً ومعناً کلام الٰہی ہونے کا عقیدہ کمزور پڑ جاتا اللہ نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے حضرت امام احمد بن حنبل (۱۶۴ھ تا ۲۴۱ھ) کو کھڑا کیا، وہ محدث بھی تھے اور فقیہ بھی، مجتہد بھی اور امام وقت بھی، شب بیدار بھی تھے اور زاہد وقت بھی، یہ ساری فضیلتیں اور خصوصیتیں اپنی جگہ پر مسلم ہیں، لیکن ان کی عظمت وامامت کا اصلی راز ان کی عزیمت واستقامت ہے کہ انہوں نے اپنے وقت کے سب سے بڑے فتنہ کا تن تنہا مقابلہ کیا اور دین وشریعت کی حفاظت کی، حکومت وقت نے انہیں ڈرایا، دھمکایا، کوڑے لگوائے، ڈھائی سال تک قید خانے میں ڈال دیا، لیکن ان کے پائے استقامت میں کبھی تزلزل نہیں آیا، بلکہ یہ کہتے رہے کہ میرے سامنے اللہ کی کتاب یا اس کے رسول کی سنت میں سے کوئی دلیل پیش کروتا کہ میں اس کو مان لوں، مگر وہ کوئی دلیل نہیں پیش کرسکے، اس کے بعد انہیں گھر پہونچا دیا گیا، لیکن حضرت امام احمد بن احمد کی بے نظیر ثابت قدمی اور استقامت سے یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا اور امت مسلمہ ایک بڑے دینی خطرے سے محفوظ ہوگئی۔

ایسے نازک اور فتنہ کے زمانہ میں حق پر جمے رہنا واقعی اولوالعزم لوگوں ہی کا کام ہے، ہما شما تو ایسی ہمت اور پامردی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے، امام احمدؒ کی اس اولوالعزمی نے نہ صرف احقاق حق کی ایک مثال قائم کی بلکہ خود ان کا اسم گرامی رہتی دنیا تک کے لئے روشن ہوگیا، اس آزمائش سے قبل آپ کے استاد گرامی امام شافعیؒ نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی کہ آپ فرمارہے ہیں کہ ''احمد بن حنبل کو میری طرف سے سلام پہنچادو اور ان کو لکھو کہ انہیں آزمایا جائے گا اور قرآن کے مخلوق ہونے پر ان کی تائید کرانے کی کوشش کیجائے گی مگر وہ ہرگز ان کی بات نہ تسلیم کریں، اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ قیامت تک ان کے علم کی سربلندی کا انتظام فرمادے گا'' یہ خواب امام شافعیؒ نے امام احمدؒ کے پاس لکھ بھیجا، حضرت امام احمدؒ اسے پڑھ کر آب دیدہ ہوگئے، پھر جو صاحب خط لے گئے تھے انہیں خواب کی بشارت سنائی اور ان کے مطالبہ خوشی میں اپنا کرتہ اتار کر عطا کیا، جب وہ صاحب کرتہ لیکر امام شافعیؒ کی خدمت میں واپس آئے تو امام شافعیؒ نے فرمایا کہ میں یہ کرتہ لیکر تمہیں محروم تو نہیں کرنا چاہتا، لیکن یہ ضرور خواہش ہے کہ اس کرتہ کو پانی میں تر کر کے وہ پانی مجھے دیدو تاکہ میں اس سے برکت حاصل کروں۔ (البدایہ والنہایہ: ۱۰/۶۸۱)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قبولیت کے سارے دروازے امام احمدؒ کے لئے کھول دئے، خود خلیفہ کو اپنے اس طرز عمل پر سخت ندامت ہوئی، لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں آپ کی عظمت ومحبت سرایت کرگئی اور آپ کے نام کا غلغلہ پورے عالم میں بلند ہوا جو آپ کو ذلیل کرنا چاہتے تھے وہ خود ذلیل اور رسوا ہوگئے اور آپ کی عزت ورفعت میں برابر چار چاند لگتے رہے، آپ زندگی میں فرماتے تھے کہ ہمارے اور بدعتی علماء کے درمیان فیصلہ اس دن ہوگا جب ہمارے جنازے اٹھیں گے، چنانچہ آپ کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی اور تاریخ نے حیرت سے یہ واقعہ نوٹ کیا کہ جب آپ کی وفات ہوئی تو جنازہ میں شرکت کے لئے خلق خدا امڈ پڑی حتی جب خلیفہ متوکل (جو آپ کا بہت معتقد اور قدرداں تھا) نے اس پوری جگہ کو ناپنے کا حکم دیا جہاں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی تھی تو ۲۵/لاکھ افراد شرکت کا اندازہ لگایا گیا، عبدالوہاب وراق کہتے تھے کہ زمانۂ جاہلیت اور اسلام کی طویل تاریخ میں امام احمد بن حنبلؒ سے بڑے کسی جنازہ کا سراغ نہیں ملتا تا آنکہ اس عظیم مجمع کو دیکھ کر اس دن بیس ہزار غیر مسلم دولت اسلام سے مشرف ہوگئے تھے، اس کے برخلاف آپ کے مخالف علماج، احمد بن ابی داؤد، حارث بن اسد، بشر بن غیاث وغیرہ کی وفات پر نہ تو کسی نے غم منایا اور نہ ہی ان کے جنازوں میں سرکاری اور خاندانی لوگوں کے علاوہ کسی نے شرکت کی اور بڑی بے بسی اور بے کسی کے عالم میں وہ دنیا سے رخصت ہوگئے ''فللہِ الامر من قبل ومن بعد'' (البدایہ والنہایہ: ۱۰/۷۹۳، بحوالہ دعوت فکر وعمل)

حضرت امام احمد بن حنبل کے مجددانہ کارنامے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی نے لکھا کہ ''جن لوگوں نے اس دینی ابتلا میں حکومت وقت کا ساتھ دیا تھا اور موقعہ پرستی اور مصلحت شناسی سے کام لیا تھا وہ لوگوں کی نگاہوں سے گر گئے اور ان کا دینی وعلمی اعتبار جاتا رہا، اس کے بالمقابل امام احمد کی شان دوبالا ہوگئی، ان کی محبت اہل سنت اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کا شعار اور علامت بن گئی، ان کے ایک معاصر فقیہ کا مقولہ ہے کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ اس کو احمد بن حنبل سے محبت ہے تو سمجھ لو کہ وہ سنت کا متبع ہے، ان کے معاصرین نے جنہوں نے اس فتنہ کی عالم آشوبی دیکھتی تھی ان کے اس کارنامہ کی عظمت کا بڑی فراخ دلی سے اعتراف کیا اور اس کو دین کی بروقت حفاظت اور مقام صدیقیت سے تعبیر کیا، اس عظمت ومقبولیت کا نتیجہ یہ تھا کہ ۲۴۱ھ میں جب امام نے انتقال کیا تو سارا شہر امڈ آیا کسی کے جنازہ میں خلقت کا ایسا ہجوم اس سے پہلے دیکھنے میں نہیں آیا تھا، نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کا اندازہ یہ ہے کہ آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتیں تھیں (تاریخ دعوت وعزیمت، اول، ص:۱۰۱) حق وباطل کا یہ معرکہ آج بھی قائم ہے، دنیا کی سپر پاور طاقتیں پورے دم خم کے ساتھ اسلامی تہذیب وشناخت کو مٹانے کی ہر ممکن جدوجہد میں لگی ہوئی ہے اور اس کے لئے روز کچھ نئے منصوبے بناتی رہتی ہیں، خاص کر ہندستانی مسلمانوں کے لئے ہر صبح اور شام خطرات کے بادل منڈلاتے رہتے ہیں، ان تمام دشواریوں اور صعوبتوں میں ہمیں خدا کے بھروسہ پر جوانمردی اور حوصلہ مندی کے ساتھ اپنے معیار کو ہمیشہ دوسروں سے بلند رکھنا ہوگا، قربانی اور عزیمت کی راہ اختیار کرنی ہوگی، جس میں کانٹے بھی ہیں اور پھول بھی، آزمائش بھی ہیں اور ترغیبات بھی، امیدیں بھی ہیں اور اندیشے بھی، ہمت وحوصلہ کے ساتھ مضبوط قدموں کے ساتھ حق کو روشن کرنے کی جدوجہد کرنی ہے اور اپنے کو ایک مثالی امت بن کر دنیا کی صحیح سمت میں رہنمائی کرنی ہے، ہماری تصویر خدا کے سامنے وہ ہونی چاہئے جو مولانا جامی نے ان اشعار میں بیان کیا۔

شریعت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی — بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی
جہاں کردیا گرم گرما گئے وہ — جہاں کردیا نرم نرما گئے وہ

# عدل و انصاف معاشرہ کی اہم ترین ضرورت

ڈاکٹر محمد فرمان ندوی..........

عدل وانصاف معاشرہ کی سب سے اہم ضرورت ہے، جسم انسانی میں ریڑھ کی ہڈی جو مرکزی حیثیت رکھتی ہے وہی حیثیت عدل وانصاف کی بھی ہے، یہ پورا نظام کائنات، یہ کارخانۂ قدرت اسی عدل وانصاف ہی کے بل بوتے پر قائم ہے، اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں ایک نام ہے: العدل یعنی انصاف والا، عدل والا، اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کا فیصلہ حق ہوتا ہے، اور وہی بات کہتا ہے جو حق ہے، سورۂ انعام میں ہے ﴿و تمت کلمة ربک صدقا و عدلا﴾ تیرے رب کی بات سچائی اور انصاف کے ساتھ پوری ہوگئی، عام طور پر معاشرہ میں عدل وانصاف کا خون صرف دو وجھوں سے ہوتا ہے، یا تو انسان، بغض وعداوت میں اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ عدل وانصاف کو چھوڑ دیتا ہے، سورۂ مائدہ میں اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے ﴿ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلو اعدلوا هو أقرب للتقوى﴾ (مائدہ:8) دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان محبت میں عدل وانصاف کو خیر باد کہہ دیتا ہے، سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ نے اس تعلق سے فرمایا ہے:

﴿و تمت کلمة ربک صدقا و عدلا﴾ (نساء:135)

سیرت رسول میں عدل وانصاف کے بے شمار نمونے ملتے ہیں، فتح مکہ کا موقع ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عثمان بن طلحہ سے چابی لے کر خانۂ کعبہ میں داخل ہوتے ہیں، اور شرک وبت پرستی کے آثار کو گرا کر اس میں دو رکعت نماز پڑھتے ہیں، اور باہر آتے ہیں، اس موقع پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ درخواست کرتے ہیں کہ یارسول اللہ! یہ چابی ہمیں عنایت فرمادیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: عثمان بن طلحہ کہاں ہے؟ ان کے آنے کے بعد وہ چابی ان کے حوالے کرتے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ یہ ذمہ داری قیامت تک آپ کے خاندان میں رہے گی، ظالم وجابر کے علاوہ کوئی آپ سے اس کو نہیں لے سکے گا۔ عثمان بن ابی طلحہ اس وقت حالت شرک میں تھے، وہ سوچ رہے تھے، کہ آج ہمیں سخت ترین سزا ملے گی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کریمانہ برتاؤ اور عدل وانصاف پر عمل کرنے کی وجہ سے ان کا دل اسلام کی طرف مائل ہوا، اور اسی لمحہ انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا اور اسلام میں داخل ہوگئے۔

مکہ مکرمہ کا واقعہ ہے، صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء میں آیا ہے کہ مکہ کی ایک عورت فاطمہ بنت اسود نے چوری کی اور چوری واضح ہوگئی، اس بات سے قریش غمگین ہوئے کہ ایک معزز خاتون کو سزا دی جائے گی، انہوں نے مشورہ کیا کہ اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سفارش کرے گا۔ سب نے متفقہ طور پر اسامہ بن زیدؓ کو سفارشی بنایا، اسامہ بن زید نے جیسے ہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اللہ کے طے کردہ حدود میں سفارش کررہے ہو، اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ بھی کاٹے جاتے، حضرت ابوبکر صدیقؓ کا عدل دیکھئے کہ اہلیہ کو شیرینی کھانے کی خواہش ہوئی تو سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے بیت المال سے کچھ لینے سے انکار کردیا، کیونکہ وہ مسلمانوں کی امانت ہے، چند دنوں کے بعد اہلیہ نے روزینہ سے کچھ بچا کر شیرینی لانے کی فرمائش کی تو اس زائد حصہ کو بیت المال میں جمع کردیا، اور کہا کہ آل ابوبکر کو بیت المال سے اتنی رقم زیادہ ملتی تھی۔ اس سے کم میں بھی ضرورت پوری ہوسکتی ہے، حضرت عمر فاروقؓ کا زمانہ خلافت ہے، جبلہ ابن ایہم غسانی نے اسلام قبولکیا، اور خانۂ کعبہ کا طواف کرنے مکہ مکرمہ گیا، دوران طواف اس کی تہبند پر ایک بدو کا پیر پڑ گیا، اس نے اس زور سے تھپڑ مارا کہ اس کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی، اور کہا: اگر بیت اللہ کی حرمت نہ ہوتی تو میں تم کو قتل کردیتا، مقدمہ حضرت عمرؓ کی عدالت میں آیا، انہوں نے جبلہ سے کہا: یا تو تم اس سے معافی مانگو، ورنہ میں تم کو سخت سزا دوں گا، جبہ راتوں رات مدینہ سے بھاگ کھڑا ہوگیا، لیکن حضرت عمرؓ نے عدل وانصاف کو نہیں چھوڑا۔

حضرت عثمانؓ نے ایک مرتبہ اپنے غلام کی کان مروڑ دی، اس کے بعد خوف خدا کا ایسا غلبہ ہوا کہ غلام سے کا کہ تو مجھ سے قصاص لے لے، کیونکہ دنیا کی سزا آخرت کی سزا کے مقابلہ میں معمولی ہے، حضرت علیؓ کی زرہ غائب ہوگئی، بہت دنوں کے بعد ایک یہودی کوفہ کے بازار میں اس کو فروخت کررہا تھا، حضرت علیؓ کو معلوم ہوا تو زرہ دیکھنے گئے، دیکھ کر پہچان لیا، اور یہودی سے کہا: یہ میری ہے، یہودی نے کہا کہ یہ برسوں سے میرے پاس ہے، مقدمہ قاضی شریح رحمہ اللہ کی عدالت میں گیا، مدعی نے گواہ پیش کیا، لیکن لڑکے اور غلام کے گواہ ہونے کی وجہ سے قاضی شریح نے اس کو مسترد کردیا، اور یہودی سے کہا: اگر تو قسم کھائے گا تو تیرے حق میں فیصلہ کردیا جائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، یہودی نے قسم کھائی اور فیصلہ اسی کے حق میں ہوگیا۔ حضرت علیؓ ہشاش و بشاش تھے کہ اسلامی طریقہ کے مطابق فیصلہ ہوا ہے، یہودی کو اپنی غلطی معلوم تھی، وہ اس واقعہ سے اس قدر متأثر ہوا کہ اس نے فوراً اسلام کا کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا، عدل وانصاف کی اسی اہمیت کے پیش نظر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جمعہ کے خطبہ میں ﴿ان الله یأمر بالعدل و الاحسان و ایتاء ذی القربی و ینهی عن الفحشاء و المنکر و البغی یعظکم لعلکم تذکرون﴾ (نحل:90) ''اللہ تعالیٰ تم کو عدل، احسان اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتے ہیں، اور بے حیائی، بری بات اور ظلم سے منع کرتے ہیں'' کو شامل کیا ہے، جمعہ کے دوسرے خطبہ میں یہ آیت دہرائی جاتی ہے۔

عدل کے لغوی معنیٰ یہ ذکر کئے جاتے ہیں کہ کسی بوجھ کو دو برابر حصہ میں اس طرح تقسیم کیا جائے کہ ان میں سے کسی میں بھی کمی بیشی نہ ہو، اس سے معلوم ہوا کہ ہم جو بات کہیں یا جو کام کریں، اس میں سچائی کی میزان کسی طرف جھکنے نہ پائے اور وہ اس کی کسوٹی پر پورا اترے۔ اس لئے عدل وانصاف کو ہر سطح پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح سے کائنات عدل وانصاف پر قائم ہے اور حسن وخوبی کے ساتھ چل رہا ہے اسی طرح ہمارا معاشرہ بھی بہتری کے ساتھ اچھی راہ پر گامزن ہو۔

# اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

## امریکہ کا روس اور چین کے خلاف نئی پابندیوں کا منصوبہ

امریکہ نے یوکرین کی جنگ میں ایرانی ڈرونز استعمال کرنے پر ماسکو کو سزا دینے کے لیے نئی پابندیوں کا منصوبہ بنایا ہے۔ بحرالکاہل میں غیر قانونی کاروبار کے الزام میں تقریباً 170 چینی کمپنیوں کو بھی نشانہ بنایا جائے گا۔ خبر رساں ایجنسی روئٹرز نے وال اسٹریٹ جرنل کے حوالے سے بتایا کہ دو امریکی سینیئر افسران کا کہنا ہے کہ امریکہ جمعہ کے روز تقریباً 170 چینی کمپنیوں پر پابندیاں عائد کرے گا۔ جو واشنگٹن کے بقول بحرالکاہل میں غیر قانونی ماہی گیری کی سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ امریکی حکام کا کہنا ہے کہ بیجنگ کی جانب سے سمندری حدود میں اپنا اثر ورسوخ بڑھانے کے مقصد سے ماہی گیری کے بیڑے کو حد سے زیادہ استعمال کرنے کے سبب خدشات پیدا ہو گئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ پابندیاں گلوبل میگنیٹسکی ایکٹ کے تحت نافذ کی جائیں گی۔ 2016 کا یہ قانون امریکی حکومت کو بیرون ملک دنیا بھر میں ان سرکاری افسران کے خلاف پابندیاں عائد کرنے کا اختیار دیتا ہے جو مبینہ طور پر انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں ملوث ہیں۔ ان پابندیوں کے تحت کمپنیوں کے اثاثوں کو منجمد کیا جا سکتا ہے اور ان سے وابستہ افراد کے امریکہ میں داخلے پر پابندی عائد کی جاسکتی ہے۔ (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

## اقوام متحدہ کی روہنگیا پناہ گزینوں کو بچانے کی اپیل

اقوام متحدہ نے جنوب مشرق ایشیائی ممالک پر زور دیا ہے کہ وہ اس کشتی کو ڈوبنے سے بچالیں۔ پناہ گزینوں سے متعلق اقوام متحدہ کی ایجنسی نے جنوب مشرقی ایشیائی ممالک پر زور دیا ہے کہ وہ ان تقریباً 200 روہنگیا پناہ گزینوں کو بچائیں، جن کی کشتی گزشتہ ایک ہفتے سے بھی زیادہ وقت سے سمندر میں ٹوٹنے کے بعد سے بے یارو مددگار تیر رہی ہے۔ اقوام متحدہ کی ایجنسی (یو این سی ایچ آر) نے جمعرات کے روز ایک بیان میں کہا کہ اسے اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ یکم دسمبر کو روہنگیاؤں کی اس کشتی کا انجن فیل ہو گیا تھا اور تبھی سے روہنگیا پناہ گزیں تھائی لینڈ کے ساحل پر کشتی پر پھنسے ہوئے ہیں۔ ایجنسی نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ کشتی میں سوار افراد کئی دنوں سے خوراک اور پانی کے بغیر ہیں اور پانی کی انتہائی قلت کا شکار ہیں۔ خبر رساں ادارے روئٹرز نے انسانی حقوق کی تنظیم کے حوالے سے اطلاع دی ہے کہ یہ کشتی نومبر کے اواخر میں بنگلہ دیش سے نکلی تھی اور جنوبی تھائی لینڈ کے رنونگ کے ساحل کے پاس پہنچتے اس میں پانی بھرنا ہونا شروع ہو گیا۔ ایجنسی کا کہنا ہے، بین الاقوامی انسانی حقوق کے قانون کے مطابق، سمندر میں پھنسے ہوئے لوگ، جب مصیبت میں ہوں، تو ان کو بچایا جانا چاہیے، اور ان کو محفوظ جگہ پر پہنچانا پڑتا ہے۔ جانوں کے تحفظ کے لیے فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔ (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

## برطانیہ نے کئی کرپٹ سیاست دانوں پر پابندی لگادی

برطانیہ نے ایران، روس اور میانمار سمیت 11 ممالک کے 30 افراد پر پابندیاں عائد کرنے کا اعلان کیا ہے جن میں کرپٹ سیاست، جنسی تشدد اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی میں ملوث اہم طاقتور افراد اور فوجی شامل ہیں۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق برطانیہ نے عوامی مظاہروں کو کچلنے کے لیے تشدد کے استعمال، جنسی استحصال، قیدیوں سے ناروا سلوک کرنے والے عہدیدار اور کرپٹ سیاستدانوں پر پابندیاں عائد کردی ہیں۔ برطانیہ کے وزیر خارجہ جیمز کلیورلی نے ایک بیان میں کہا پابندیوں کو اور بھی سخت کیا جارہا ہے۔ جن افراد پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں ان کا تعلق مختلف 11 ممالک سے ہے جن میں 10 ایرانی سیکیورٹی فورسز، جیل اور عدالت کے اہلکار شامل ہیں۔ میانمار میں جمہوری حکومت کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ کرنے والے فوجی آمر جو خود ساختہ جنتا حکومت میں بھی شامل ہیں، انھیں بھی اس فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ روس کے 90ویں ٹینک ڈویژن کے کمانڈر راباتولین بھی پابندی کا شکار ہیں۔ ان کے علاوہ مالی کے کتنیا میکینا گروپ پر بھی جنسی تشدد میں ملوث ہونے کے الزام پر پابندی عائد کی گئی ہے اسی طرح جنوبی سوڈان کے چند عہدیداروں کو بھی جنسی تشدد پر پابندی کا سامنا ہوگا۔

## سعودیہ کے دورے سے عرب دنیا کیساتھ تعلقات کا نیا دور شروع ہوگا؛ چینی صدر

صدر شی جنپنگ کے دورۂ سعودی عرب کے دوران دونوں ممالک کے درمیان ہائیڈروجن توانائی اور براہ راست سرمایہ کاری سمیت درجنوں معاہدے طے پا گئے اور چین کے صدر نے اس دورے کو عرب ممالک کے ساتھ نئے دور کا آغاز قرار دیا ہے۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق چین کے صدر شی جنپنگ سعودی عرب کے دورے پر ہیں جہاں فرمانروا سلمان بن عبدالعزیز اور ولی عہد محمد بن سلمان سے ملاقات کی۔ دونوں ممالک کے درمیان ہائیڈروجن توانائی اور براہ راست سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی سمیت مفاہمت کی متعدد یادداشتیں، معاہدے اور سمجھوتے طے پا گئے۔ جن میں سعودی ولی عہد کے وژن 2030 اور چین کے روڈ اینڈ بیلٹ اقدام کے درمیان ہم آہنگی کا منصوبہ بھی شامل ہے۔ (نیوز ایکسپریس)

## جرمنی میں حکومت کا تختہ الٹنے کا منصوبہ ناکام، 25 گرفتار

جرمنی میں حکومت کے خلاف سازش کر کے اقتدار کا تختہ الٹنے کا منصوبہ ناکام بنا دیا گیا۔ ملک بھر میں چھاپا مار کارروائیوں میں دائیں بازو کی تنظیم سے وابستہ 25 مشتبہ افراد کو گرفتار کرلیا گیا۔ بین الاقوامی خبر رساں اداروں کے مطابق وفاقی جرمن پولیس نے بدھ کے روز ملک میں دائیں بازو کے گروہ کے مشتبہ اراکین کو گرفتار کرنے کے لیے وسیع کریک ڈاؤن کیا۔ اس دوران مختلف شہروں سے 25 افراد کو گرفتار کرلیا گیا۔ جرمن وزیر انصاف مارکو بوشمن کے مطابق ایسے عناصر کے خلاف کارروائی کی گئی ہے، جن پر ریاستی اداروں پر مسلح حملے کی منصوبہ بندی کا شبہ ہے۔ قبل ازیں جرمن وفاقی پراسیکیوشن ایجنسی اور وزیر انصاف نے کریک ڈاؤن کا اعلان کرتے ہوئے کہا تھا کہ مشتبہ دہشت گرد نیٹ ورک رائش سٹیزنز موومنٹ کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے۔ (نیوز ایکسپریس)

# تعلیم و روزگار

## بھارت میں اے ٹی ایم سے اب سونا بھی نکل رہا ہے

بھارت کے جنوبی شہر حیدرآباد میں واقع گولڈ سکہ پرائیوٹ لمیٹیڈ نے گولڈ اے ٹی ایم نصب کیا ہے۔ یہ ملک میں سونے کا سکہ دینے والا پہلا اے ٹی ایم ہے۔ جس طرح لوگ آٹومیٹیڈ ٹیلر مشین یعنی اے ٹی ایم سے پیسے نکالتے ہیں، اسی طرح سے اب لوگ ایک خاص اے ٹی ایم سے سونے کے سکے نکال سکیں گے۔ جب آپ اس مشین کو باہر سے دیکھیں گے تو یہ عام اے ٹی ایم مشین کی طرح ہی دکھائی دے گی۔ لیکن اس سے نوٹ نہیں بلکہ سونے کے سکے نکلتے ہیں۔ وہ بھی صرف ایک بٹن دباتے ہی۔ اس مشین سے 0.5 گرام سے لے کر 100 گرام تک سونے کے سکے آپ کے ہاتھوں میں دے دے گی۔ اس گولڈ اے ٹی ایم میں سب سے خالص سمجھے جانے والے 24 قراط کے سکے نکلیں گے۔ 100 گرام سونے کے سکے کے لیے آپ کو پانچ لاکھ 75 ہزار روپے سے کچھ زیادہ خرچ کرنے پڑیں گے۔ اس اے ٹی ایم سے نکلنے والا سونے کا سکہ مارکیٹ میں سونے کی اس وقت کی قیمت پر منحصر ہوگا۔ سونے کے استعمال کے لحاظ سے بھارت دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے سونے کے استعمال کے لحاظ سے بھارت دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے۔ گولڈ سکہ کمپنی کے نائب صدر پرتاپ کا کہنا ہے کہ زیورات کے شوروم جانے کے بجائے کسٹمر اب براہ راست یہاں آسکتے ہیں اور وہ یہاں سے سونے کے سکے خرید سکتے ہیں۔ کمپنی کا کہنا ہے کہ آنے والے دنوں میں اس طرح کے اے ٹی ایم ملک کے دیگر حصوں میں بھی لگائے جائیں گے۔ (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

## بہار بورڈ امتحانات کی ڈیٹ شیٹ جاری، یکم فروری سے شروع ہوں گے امتحان

بہار بورڈ انٹرمیڈیٹ کا سالانہ امتحان 1 فروری 2023 سے شروع ہوگا اور 11 فروری 2023 کو ختم ہوگا۔ جبکہ میٹرک امتحان 14 فروری 2023 سے شروع ہو کر 22 فروری 2023 کو ختم ہوگا۔ ڈیٹ شیٹ کو بہار بورڈ کی آفیشل ویب سائٹ biharboardonline.bihar.gov.in پر جا کر ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے۔ (ایجنسی)

## ہندوستانی زبانوں میں کورسز کی کتابوں کے ترجمے پر غور، اردو بھی شامل

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (UGC) کے چیئرپرسن ایم جگدیش کمار نے بین الاقوامی پبلشرز کے نمائندوں سے ملاقات کی ہے تاکہ ان کی کتابوں کا ترجمہ کرنے کے لیے ایک روڈ میپ پر تبادلہ خیال کیا جا سکے جس کے تحت ہندوستانی زبانوں میں انڈر گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ کورسز متعارف کرائے جائیں۔ ہائیر ایجوکیشن ریگولیٹر نے ہندوستانی زبانوں کو فروغ دینے کے لیے مرکزی وزارت تعلیم کے تحت ماہرین کا ایک پینل تشکیل دیا ہے۔ یو جی سی نے ملک بھر میں کامرس، ہیومینٹیز اور سائنس سمیت علاقائی زبانوں میں انڈر گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ کورسز متعارف کرانے کے لیے روڈ میپ تیار کرنے کے لیے ایک اعلیٰ کمیٹی بھی تشکیل دی۔ کمار نے بدھ کو پبلشرز کے نمائندوں سے ملاقات کی جن میں اسپرنگر نیچر، ٹیلر اینڈ فرانسس، کیمبرج یونیورسٹی پریس انڈیا، سینگیج انڈیا اور میک گرا-ہل انڈیا شامل ہیں تاکہ تراجم پر تبادلہ خیال کیا جا سکے۔ کمار نے کہا کہ ہر پبلشر اب ان کتابوں کی فہرست تیار کرے گا جن کا ہندوستانی زبانوں میں ترجمہ کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ سپریم کمیٹی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں استعمال ہونے والی کتابوں کی فہرست بھی تیار کرے گی اور دونوں فہرستوں کا جائزہ لے گی تاکہ ان کتابوں کو حتمی شکل دی جا سکے جن کا ترجمہ کیا جا سکتا ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ ہم آنے والے دنوں میں کچھ اور پبلشرز سے ملاقات کریں گے جن میں ہندوستانی پبلشرز بھی شامل ہیں جو انگریزی میں کتابیں شائع کرتے ہیں۔ یو جی سی نے انڈر گریجویٹ پروگراموں کے لیے تلگو، تامل، کنڑ، ملیالم، مراٹھی، گجراتی، اوڈیا، بنگالی، آسامی، پنجابی، ہندی اور اردو جیسی زبانوں میں نصابی کتب کا ترجمہ کرانے کا اعادہ کیا ہے۔ کمار نے کہا کہ یو جی سی پبلشرز کو نصابی کتب، ترجمے کے اوزار اور ان پبلشرز کو ایڈیٹنگ کے لیے ماہرین کی شناخت کے حوالے سے وسائل فراہم کرے گا۔ یہ اقدام قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے مطابق اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم کے ذریعہ علاقائی زبانوں کو متعارف کرانے کے مرکز کے منصوبوں کا حصہ ہے۔ کچھ ریاستوں میں علاقائی زبانوں میں انجینئرنگ اور میڈیکل کورسز متعارف کرائے گئے ہیں۔ جون میں بار کونسل آف انڈیا نے علاقائی زبانوں میں قانون کے کورسز متعارف کرانے کے لیے سفارشات کے لیے ایک پینل تشکیل دیا جائے گا۔ (نیوز ۱۸)

## مدارس میں پہلی سے آٹھویں جماعت تک کے طلبہ کو نہیں ملے گی اسکالرشپ، مرکزی حکومت کی ہدایت

تعلیمی سال 2022-23 سے اتر پردیش کے مدارس میں پہلی سے آٹھویں جماعت تک پڑھنے والے طلبہ کو اسکالرشپ سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں مرکزی حکومت کی طرف سے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ پچھلے سال ہشتم جماعت تک مدارس میں پڑھنے والے تقریباً چھ لاکھ طلبہ کر اسکالرشپ دی گئی تھی۔ پہلی سے پانچویں جماعت کے طلبہ کو ایک سال میں ایک ہزار روپے دیئے جاتے ہیں جبکہ چھٹی سے آٹھویں جماعت کے اسکالرشپ کی رقم مختلف ہے۔ مرکزی حکومت نے کہا ہے کہ بچوں کے مفت اور لازمی تعلیم کے حق کے قانون کے تحت پہلی سے آٹھویں جماعت تک کی تعلیم مفت کر دی گئی ہے۔ اس لیے آٹھویں جماعت تک کے بچوں کو اسکالرشپ دینے کا کوئی جواز نہیں۔ اب پری میٹرک اسکالرشپ صرف نویں اور دسویں جماعت کے اہل طلبہ کے لیے دستیاب ہوگی۔ غور طلب ہے کہ مدارس میں پہلی سے آٹھویں جماعت کے طلبہ کو بیسک ایجوکیشن کونسل کے اسکولوں کی طرح مفت دوپہر کا کھانا، یونیفارم، کتابیں دی جاتی ہیں۔ اس سے قبل کونسل اسکولوں کے آٹھویں جماعت تک کے طلبہ کو بھی اسکالرشپ دی جاتی تھی، لیکن کچھ سال قبل حق تعلیم قانون کے تحت آٹھویں جماعت تک کی تعلیم مفت کیے جانے کے بعد اسے بند کر دیا گیا تھا۔ اتر پردیش میں محکمہ اقلیتی بہبود کی طرف سے ایک حکم جاری کیا گیا ہے کہ قانون حق تعلیم کے تحت پہلی سے آٹھویں جماعت تک تعلیم مفت ہے۔ طلبہ کو دیگر ضروری اشیاء بھی دی جاتی ہیں۔ اس لیے صرف نویں اور دسویں کے طلبہ کو اسکالرشپ دی جائے گی اور ان کی درخواستیں بھیجی جائیں۔ (نیوز ۱۸)

# ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

## ماہ نومبر امارت شرعیہ کے لئے کاموں کے اعتبار سے تاریخی رہا: محمد شبلی القاسمی

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ ایک مذہبی، ملی، تعلیمی اور فلاحی سوسالہ قدیم تنظیم ہے، جس کی بنیاد بزرگوں نے اللہ کی رضا اور ملک کی اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کے مذہبی اور دستوری حقوق کے تحفظ اور عام انسانی خدمت کے جذبے پر رکھی تھی۔ ابھی حضرت امیر شریعت، مفکر ملت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کی قیادت میں امارت شرعیہ کا کارواں رواں دواں ہے، ماہ نومبر ۲۰۲۲ء میں خاص طور سے حضرت امیر شریعت مدظلہ کی نگرانی میں کئی اہم امور انجام پائے بالخصوص سیمینار مولانا عثمان غنی حیات وخدمات، مدارس اسلامیہ کنونشن، کل ہند فقہی سیمینار جمشید پور وکلاء کانفرنس جمشید پور، اجلاس حضرات قضاۃ، اجلاس نقباء جمشید پور حد درجہ کامیاب رہے۔ انشاء اللہ ان کے دوررس اور مفید اثرات سامنے آئینگے۔ یہ باتیں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنے پریس بیان میں کہی انہوں نے کہا کہ جمشید پور کے بعد رانچی میں امارت شرعیہ مجلس شوریٰ کا اجلاس حد درجہ کامیاب رہا اور کئی اہم تجاویز منظور ہوئیں، جس پر انشاء اللہ عمل کیا جائے گا اور اس سے ملک وملت کو بڑا فائدہ ملے گا۔ امارت شرعیہ کے کارواں کا دورۂ جھارکھنڈ ریاست جھارکھنڈ سمیت تمام مسلمانوں کے لئے تعلیمی اور فلاحی میدان میں سنگ میل ثابت ہوگا۔ خاص طور سے جمشید پور کی سرزمین پر جلد ہی ایک بڑا ہاسپٹل امارت شرعیہ کی جانب سے قائم کیا جائے گا۔

دوسرے مقامات سمیت جھارکھنڈ میں مکاتب، اسکول اور کئی دارالقضا قائم ہوں گے جھارکھند کے سفر میں کاروان امارت شرعیہ میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کے ہمراہ نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی، قاسمی، راقم محمد شبلی القاسمی (قائم مقام ناظم) امارت شرعیہ مرکزی دارالقضاء کے قاضی شریعت حضرت مولانا محمد انظار عالم قاسمی، صدر مفتی دارالافتاء امارت شرعیہ مفتی سہیل احمد قاسمی، نائبین نظماء جناب مولانا مفتی ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب، جناب مولانا سہیل احمد ندوی صاحب، جناب مولانا سہراب ندوی صاحب، مفتی امارت شرعیہ جناب مولانا مفتی سعید الرحمٰن صاحب، جناب مولانا مفتی وصی احمد قاسمی صاحب، نائب قاضی شریعت، جناب مولانا سہیل اختر قاسمی نائب قاضی شریعت، جناب مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی نائب قاضی شریعت، جناب مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم، مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم، مولانا رضوان احمد ندوی، جناب مولانا شمیم اکرم رحمانی صاحب معاون قاضی شریعت، جناب عبدالوہاب صاحب، مولانا ارشد رحمانی آفس سکریٹری دفتر نظامت جناب مولانا نصیر الدین صاحب مظاہری دفتر نظامت جناب مولانا عادل فریدی دفتر نظامت مولانا شاہنواز مظاہری جناب امتیاز صاحب، مولانا منہاج ندوی، جناب مولانا راشد العزیزی ندوی، مولانا صابر حسین صاحب مولانا طارق صاحب مولانا راشد انور قاسمی مولانا مجیب الرحمٰن معاون قاضی شریعت، مولانا امتیاز صاحب معاون قاضی شریعت، مولانا عبداللہ انس قاسمی، مولانا ضیاء الاسلام قاسمی، حافظ منظر اور عبدالشکور وغیرہ کارکنان وذمہ داران امارت شرعیہ شریک رہے، جھارکھنڈ کی راجدھانی شہر رانچی کا دوسرا اہم پروگرام، ’’اجلاس برائے علماء، ائمہ نقباء ودانشوران‘‘ بھی کافی کامیاب رہا اور دور دراز سے معززین حضرات شریک اجلاس ہوئے اور اپنے مفید اور نیک مشوروں سے نوازا اور متحد ہوکر امارت شرعیہ کے استحکام اور اس کی توسیع کے لیے اپنی قربانیاں دینے کا عہد دہرایا، یہ سارے اجلاس حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دور اندیش اور بصیرت افروز صدارت میں انجام پائے۔ ریاست جھارکھنڈ کے کامیاب سفر کے فوراً بعد بہار کے متھلانچل اور سیمانچل کے اضلاع میں امارت شرعیہ کا دعوتی، اصلاحی اور فلاحی کام تیزی سے شروع ہوگیا۔ اور حضرت امیر شریعت مدظلہ کے ہمراہ امارت شرعیہ کے دیگر ذمہ داران کے ہاتھوں کئی بڑے منصوبے کا آغاز ہوا خاص طور سے مدھوبنی ضلع کے بسفی بلاک میں واقع بسوریا ابوبکر صدیق اکیڈمی سے متصل امارت شرعیہ ہاسپٹل کی بنیاد مورخہ ۲۱/ نومبر ۲۰۲۲ کو حضرت امیر شریعت کے مبارک ہاتھوں رکھی گئی اس موقع سے ایک باوقار دعائیہ تقریب حلقہ کے عمائدین اور بااثر شخصیات پر مشتمل منعقد ہوئی اس تقریب میں حضرت نائب امیر شریعت، قائم مقام ناظم امارت شرعیہ، حضرت مولانا محمد انظار عالم قاضی شریعت، جناب مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ جناب مولانا احتشام رحمانی جناب مولانا منظر رحمانی اور جناب مولانا شمیم اکرم رحمانی بطور خاص شریک تھے۔ اسی دن بعد نماز مغرب مدرسہ عارفیہ سنگرام کے احاطہ میں دارالقضاء امارت شرعیہ کا قیام عمل میں آیا اور حضرت امیر شریعت مدظلہ نے وہاں کے قاضی کے نام کا اعلان فرمایا اور ذمہ داریاں سپرد فرمائی اس موقع سے ایک عظیم الشان اصلاحی وتربیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں مذکورہ بالا شخصیات نے ایمان افروز تقریریں کیں اور حضرت امیر شریعت کا صدارتی خطاب اور ان کی رقت آمیز دعا پر اجلاس ختم ہوا، امارت شرعیہ کی یہ سرگرمیاں الحمدللہ لگاتار جاری ہیں۔ اور ایک عظیم الشان اصلاحی وتربیتی اجتماع نقباء شہر ارریا میں آزاد اکیڈمی میدان میں مورخہ ۲۹/نومبر کو دس بجے دن سے ہوا اور بعد نماز مغرب اجلاس عام منعقد ہوا، الحمدللہ اجلاس میں لاکھوں کی تعداد میں فرزندان توحید نے شرکت کی، اس میں حضرت امیر شریعت، حضرت نائب امیر شریعت سمیت دیگر ذمہ داران امارت شرعیہ ومشاہیر علما کا بیان ہوا۔ ۳۰/نومبر کو شہر پورنیہ جامعہ خلفائے راشدین مادھوپور میں دس بجے دن سے اجلاس نقبا اور بعد نماز مغرب اجلاس عام ہوگا یہ دونوں اجلاس حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی صدارت میں ہوئے۔ ان دونوں مقامات پر امارت شرعیہ کی ایک مستعد ٹیم مولانا محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ کی قیادت میں وہاں پہلے سے موجود تھی، جو مجلس استقبالیہ کے ساتھ مل کر اجلاس کو کامیاب بنانے میں شب وروز لگے رہے۔ الحمدللہ یہ دونوں اجلاس اپنی کامیابی کے اعتبار سے تاریخ ساز ثابت ہوئے اور ان شاء اللہ مستقبل میں ان کے دوررس نتائج ظاہر ہوں گے، دفتر کے روزانہ کے کاموں کو بحسن وخوبی انجام دیتے ہوئے دیگر مذکور اور اہم کاموں کی روشنی میں ماہ نومبر ایک تاریخی ماہ وسال میں شمار کیا جائے گا۔

## رحمانی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام مفت آنکھوں کے آپریشن کیمپ کا اعلان

### چار ہزار مریضوں کی آنکھوں میں لینس لگانے کا ہے ہدف

رحمانی فاؤنڈیشن کے شعبہ ہیلتھ کیئر کے زیر انتظام ۱۹۹۹ء سے امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانیؒ کی ہدایت پر غریب، ضرورتمند مریضوں کے لیے آنکھوں کے علاج کا انتظام کیا جاتا رہا ہے، ملک کے ماہر ڈاکٹروں کی ٹیم آنکھوں میں لینس لگانے کا کام انجام دیتی ہے، رحمانی فاؤنڈیشن کے شعبہ ہیلتھ کیئر کے سکریٹری جناب مولانا مشیر الدین صاحب رحمانی نے اپنے صحافتی بیان میں کہا کہ ہر سال کی طرح اس سال بھی رحمانی فاؤنڈیشن نے مریضوں کا رجسٹریشن شروع کردیا ہے، صبح نو بجے سے شام چار بجے تک اتوار کے علاوہ ہر روز یہ سلسلہ جاری ہے جسمیں بڑی تعداد میں مریض اپنا چیک اپ کرا رہے ہیں، گذشتہ برسوں میں رحمانی فاؤنڈیشن نے ہزاروں مریضوں کی آنکھوں میں لینس لگایا، اور چودہ ہزار سے زائد مریضوں کی آنکھ کا علاج کیا، واضح رہے کہ آنکھ کے علاج کا یہ انتظام رحمانی فاؤنڈیشن کی جانب سے مفت کیا جاتا ہے، جس میں آپریشن کرانیوالے مریضوں کو لینس، دوا، چشمہ اور کھانا مفت دیا جاتا ہے، ہر مریض کا آپریشن کے بعد چالیس دنوں تک معائنہ ہوتا رہتا ہے، تاکہ آنکھ کی روشنی کامیاب رہے، اس سال رحمانی فاؤنڈیشن نے غریب اور ضرورتمند مریضوں کی تعداد کو دیکھتے ہوئے، سرپرست رحمانی فاؤنڈیشن حضرت مولانا احمد ولی فیصل صاحب رحمانی سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر کی ہدایت اور انکی اجازت سے طے کیا ہے کہ چار ہزار مریضوں کی آنکھوں میں لینس لگایا جائے گا، انشاء اللہ۔

رحمانی فاؤنڈیشن کے جنرل سکریٹری جناب الحاج مولانا ظفر عبدالرؤف صاحب رحمانی نے کہا کہ اس سال ماہر چشم ڈاکٹروں کی ٹیم لینس لگانے کی خدمت انجام دے گی، اور صرف بیس روپے میں یہ سارا علاج آپریشن وغیرہ ہوتا ہے، رحمانی فاؤنڈیشن کے لیے یہ خدمت بڑی اہم ہے، غریبوں کی آنکھوں کو روشنی ملتی ہے، اور ان کے لبوں پر دعاء ہوتی ہے، جو دل سے نکلتی ہے، رحمانی فاؤنڈیشن کے کارکنان کی خدمت بیحد اہم ہے، اور وہ لوگ بڑی محنت اور لگن کے ساتھ یہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔

## اردو کے لئے کام کرنے والی تنظیمیں متحد ہوں: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اردو کارواں امارت شرعیہ کے نائب صدر مفتی ثناء الہدیٰ قاسمی کی حاجی پور آمد کے موقع سے حاجی پور میں اردو کے لئے کام کرنے والی تنظیموں اردو ایکشن کمیٹی، کاروان ادب، ضلع اردو ٹیچرس ایسوسی ایشن ویشالی وغیرہ کے ذمہداروں کی خصوصی نشست الہدیٰ اردو کوچنگ سنٹر آشیانہ کالونی باغملی حاجی پور میں منعقد ہوئی۔ اس موقع سے امارت شرعیہ کے نائب ناظم کاروان ادب حاجی پور کے صدر اور اردو کارواں امارت شرعیہ کے نائب صدر مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے فرمایا کہ اردو کے لئے کام کرنے والی مختلف تنظیمیں کو مل جل کر اردو کی ترویج واشاعت اور سرکاری سطح پر اس کے حقوق کی بازیابی کیلئے جدوجہد کرنی چاہیے حکومت کا مزاج یہ بنا ہوا ہے کہ جب تک اس پر دباؤ نہ بنایا جائے کام ہوتا ہی نہیں ہے۔ اس طرح ہمارے گھروں میں اردو کو رواج دینا چاہیے اور اپنے بچوں کو اردو زبان ہی نہیں اردو تہذیب سے بھی واقفیت بہم پہونچانی چاہیے۔ اس موقع سے اردو ایکشن کمیٹی کے سرپرست اور ریاستی رکن کاروان ادب کے جنرل سکریٹری انوار الحسن وسطوی نے فرمایا کہ جس اجتماعی قیادت کی بات کہی جاتی ہے اس کو صرف امارت شرعیہ سامنے لاسکتی ہے اس لیے اس کو حضرت امیر شریعت سابع کے اردو کے حوالے سے جو منصوبے تھے اس کو زمین پر اتارنا چاہیئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امارت شرعیہ کی یہ تحریک حضرت مولانا محمد ولی رحمانی کے انتقال کے بعد سرد بستے میں چلی گئی ہیں۔ اردو کارواں نے ایک ماہ میں جو کام کیا تھا اس سے بڑی امیدیں وابستہ ہوگئی تھیں۔ حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی سے وہی توقعات اردو والوں کو وابستہ ہیں جو امیر شریعت سابع سے تھی۔۔ ماسٹر محمد عظیم الدین انصاری جو مختلف اردو تنظیموں کے صدر ہیں انہوں نے بھی امارت شرعیہ کے زیر اہتمام اردو کے کام کو بڑھائے جانے کی ضرورت پر زور دیا۔ ضلع اردو ٹیچرس ایسوسی ایشن ویشالی کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر ذاکر حسین نے اردو آبادی میں اردو کی فروغ کی اہمیت پر زور دیا اور اردو تدریس کے تربیتی نظام کو سرکاری سطح سے مضبوط کرنے کی ضرورت بتائی ہے۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ محکمہ تعلیم کو حکم نامہ جاری کردیا جائے کہ اردو اساتذہ کی تربیت کو یقینی بنایا جائے۔ میٹینگ میں ماسٹر محمد فداء الہدیٰ فدا اور جناب عارف حسن وسطوی نے شرکت کی۔ مفتی ثناء الہدیٰ قاسمی نے بتایا کہ حضرت امیر شریعت اس سلسلے میں منصوبہ بند انداز میں کام کو آگے بڑھانے کے لئے فکر مند ہیں اور کوشش جاری ہے۔ اردو کارواں کی میٹینگ بھی تنظیم کے ذمہداروں کے ساتھ حضرت کی ہوچکی ہے۔ آخر میں مفتی صاحب کے دعائیہ کلمات پر مجلس کا اختتام ہوا۔


## ادھر متوجہ ہوں!

### مدرسہ معین الغرباء ناصری گنج ضلع روہتاس (بہار)

مدرسہ ہٰذا ایک قدیم مشہور ومعروف تعلیمی ادارہ ہے، اس ادارہ میں صدر مدرس کے لئے ایک ذی استعداد وباوقار عالم دین کی ضرورت ہے، حسب لیاقت معقول تنخواہ دی جائے گی، شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور یا دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے فارغ التحصیل ہوں (۲) کم از کم پانچ سالہ تدریسی تجربات ہوں (۳) کتابی وعلمی قابلیت کے ساتھ ساتھ تقریری صلاحیت کے بھی مالک ہوں (۴) عالم، حافظ وقاری کے ساتھ ساتھ مفتی بھی ہوں تو بہتر ہے، انہیں ترجیح دی جائے گی۔

صدر مجلس منتظمہ مدرسہ ھٰذا

9162014198

سکریٹری: 7654009858/6203411626

گذشتہ سے پیوستہ

# غیر دستوری سرگرمیاں امتناعی قانون (یواے پی اے)

ایڈووکیٹ کے پی محمد شریف وائس چیر مین این سی ایچ او (ترجمہ سید محمد عادل فریدی)

۹۔ یہ ترمیمات سیکورٹی فورسز کو اجازت دیتی ہیں کہ وہ ایسے طریقہ پر بھی جانچ اور گرفتاریاں کر سکتے ہیں جو ہندوستانی قانون کے تحت غیر قانونی قرار دیے گئے ہیں۔ یہ قانون معینہ افسران میں سے ہر ایک افسر کو یہ اختیارات دیتا ہے کہ وہ کسی بھی شخص یا جائداد کی جانچ کرے، کسی کی جائداد بھی ضبط کر لے اور جس شخص کو جہاں سے چاہے گرفتار کر لے صرف اس بنیاد پر کہ اس کی ذاتی معلومات کی بنیاد پر یا کسی تیسرے شخص کے خبر کرنے کے ذریعہ یا اس کے خیال میں اس کے ایسے جرم کا ارتکاب کرنے کا شبہ ہے جو یواے پی اے کے تحت جرم شمار کیا جاتا ہے۔ یواے پی اے کے تحت کام کرنے والی اتھارٹی کسی تھرڈ پارٹی کے انفارمیشن پر بھی گرفتار کر سکتی ہے بغیر کسی عدالتی حکم یا قانونی وارنٹ کے۔ لہٰذا ایک پولیس سپرنٹنڈنٹ کسی بھی آفیسر کو یہ اختیار دے سکتا ہے کہ وہ کسی بھی سرکاری ایجنسی، کارپوریشن، یا کسی بھی دوسرے ادارے یا تنظیم یا شخص کو معلومات مہیا کرنے پر مجبور کرے خواہ جانچ آفیسر کو اس بات کے یقین کی کوئی وجہ ہو یا نہ ہو کہ مذکورہ معلومات جانچ کے لیے مفید ثابت ہوں گی یا وہ معلومات جانچ سے متعلق ہیں۔ اور اس معلومات فراہم کرنے سے انکار کرنا بھی قابل سزا جرم ہے۔ قانون جرم وسزا کے عمومی ضابطہ کی بنیاد پر پولیس آفیسر کے ذریعہ کسی بھی گرفتاری کے لیے معقول شبہ اور کسی بھی جانچ کے لیے معقول بنیاد ہونی چاہئے۔ لیکن اس کے برخلاف یواے پی اے کے مطابق اس قسم کی جانچ یا گرفتاری کے لیے صرف ادنیٰ شبہ ہی کافی ہے۔ متعلقہ آفیسر کی صرف معلومات ہی کافی ہے۔ اس بات کا خطرہ کافی بڑھ گیا ہے کہ لوگوں کی پرائیویسی (راز) متاثر ہوگی اور ان کی آزادی چھن جائیگی صرف مبہم اور غیر معینہ بنیاد پر۔

۱۰۔ بین الاقوامی قانون اسوسی ایشن اور تنظیمیں بنانے کے حق کی گارنٹی دیتا ہے اور اس حق پر کوئی بھی پابندی جمہوری بنیادوں پر ہونی چاہئے۔ یہ پابندیاں قومی تحفظ، عوامی مفاد، یا دوسروں کے حقوق کی حفاظے کے لیے ضروری ہوسکتی ہیں لیکن پابندیاں کم سے کم ہوں۔ تنظیموں اور اسوسی ایشنوں کے حق آزادی میں مذہب، ذات پات، یا سیاسی نظریات کی بناپر یا کسی بھی دوسری بنیاد پر امتیازات نہیں ہونے چاہئیں۔

۱۱۔ یواے پی اے کے سیکشن 43D(2) کے مطابق چارج لگنے سے پہلے جیل میں رہنے کی مدت ۱۸۰ دن تک ہوسکتی ہے اگر ۹۰ دنوں کے بعد پولیس کو لگتا ہے کہ جانچ میں اور وقت لگے گا۔ جج صرف اس میں ایک ہی بات کی نوٹس لے سکتا ہے کہ جانچ ہوئی ہے یا نہیں۔ اس کو چارج سے پہلے قید کی مدت بڑھانے کے لیے شواہد کے کافی ہونے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ پرو ویزن پوٹا کے سیکشن 49(2)(b) کے جیسا ہی ہے۔ دوسری مشابہت ان دونوں ایکٹ میں یہ ہے کہ دہشت گردی کے مشتبہ ملزمین کی پولیس کسٹڈی ۳۰ دنوں تک ہوسکتی ہے اتنا وقت جانچ ایجنسیوں کے لیے ملزم کو اپنی کسٹڈی میں ہراساں کرنے اور انہیں دہشت زدہ کر کے اقبال جرم پر مجبور کرنے کے لیے بہت ہے۔

۱۲۔ یواے پی اے پر عمل درآمد کے بعد اس کے کیسوں کی دوبارہ جانچ پڑتال اور ریویو کے لیے کوئی میکینزم نہیں ہے۔ جبکہ مختلف ممالک میں بہت مضبوط ریویو میکنزم ہے۔ برطانیہ میں تو ریویو رپورٹ کو پارلیامنٹ میں پیش کیا جاتا ہے۔ اگر اس طرح کا کوئی میکنزم ہندوستان میں بنایا جائے تو اس ایکٹ کے غلط استعمال پر بڑی حد تک روک لگے گی۔ قانون میں ایک ڈیڈ لائن کلاز ہونا چاہئے کہ کوئی بھی معاملہ ۳ سال سے زیادہ ان سلجھا نہ رہے۔

**جیل ہی قانون ہے**: پوٹا کی طرح یواے پی اے میں بھی ہے کہ اگر عدالت محسوس کرتی ہے کہ ابتدائی شواہد کی بنیاد پر الزامات درست ہیں تو عدالت ملزم کو ضمانت دینے سے انکار کر سکتی ہے۔ مزید ایکٹ کا سیکشن 43D(5) کہتا ہے کہ ملزم کو اس کے اپنے بونڈ پر بیل نہیں مل سکتا جب تک کہ پولیس کو اس کی درخواست کی سماعت کا موقع نہ دیا جائے۔ فرد کو بے قصور سمجھنے کے نظریہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی شخص جس پر کسی جرم کے ارتکاب کا الزام ہے اس کو بے قصور سمجھا جائے گا جب تک کے شواہد کے ذریعہ اس پر الزام ثابت نہ ہو جائے اور جرم کے تمام پہلوؤں کو ثابت کرنے کے لیے شواہد اکٹھا کرنے اور جرم کو ثابت کرنے کی ذمہ داری پولیس/ جانچ ایجنسیوں کی ہوگی۔ جب کہ یواے پی اے میں ملزم کو بے قصور نہیں سمجھا جائے گا۔ یہ پرو ویزن بالکل پوٹا کی طرح ہے۔

دوسرا پرو ویزن یواے پی اے کے سیکشن 51A میں ۲۰۰۸ء میں جوڑا گیا ہے، اس سیکشن میں ہے کہ جس شخص پر دہشت گردی میں ملوث ہونے کا شبہ ہو، مرکزی حکومت اس کی جائداد ضبط کر سکتی ہے، ان کے ذرائع آمدنی پر پابندی لگا سکتی ہے یا کسی بھی قسم کے فنڈ یا مال کے استعمال سے روک سکتی ہے۔ یہ پرو ویزن جانچ آفیسرز کو بھی غیر معمولی اختیارات دیتا ہے۔ دہشت گردی سے تعلقات کے نام پر حکومت کسی بھی فرد یا جماعت کی جائداد اور ان کے اموال کو ضبط کر سکتی ہے۔

**خلاصہ:**

☆ اس قانون کے ذریعہ حکومت کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ کسی بھی تنظیم یا ادارہ پر پابندی لگا دے اور اس سلسلہ میں عدالتی چارہ جوئی کا بھی بہت کم حق دیا گیا ہے، اور محض اس تنظیم کی رکنیت سے ہی مجرم گردانا جائے گا۔ یہ بہت خطرناک پرو ویزن ہے جو اس آزادی کی بنیاد کو ختم کرتا ہے جس کی یقین دہانی آئین میں کرائی گئی ہے۔

☆ دہشت گردی کی مبہم اور غیر واضح تعریف نے بہت سارے عدم تشدد کی تحریکوں کو بھی اپنے اندر لپیٹ لیا ہے۔ بشمول اقلیتوں اور سول سوسائٹی کے ذریعہ سیاسی احتجاج بھی اس کے اندر شامل ہو گیا ہے۔

☆ اس نے بغیر وارنٹ کے جانچ پڑتال، گرفتاری اور مال وجائداد کی ضبطی، اختیارات بہت زیادہ ہیں اور تحفظات بہت کم، نیز اس ایکٹ کے تحت کسی بھی تھرڈ پارٹی کو معلومات فراہم کرنے کے لیے مجبور کیا جا سکتا ہے بغیر کسی عدالتی حکم کے۔

☆ اس ایکٹ کے تحت بغیر چارج کے 30 دن تک پولیس کسٹڈی میں رکھنے کے ساتھ 180 دن تک قید میں رکھ سکتے ہیں، اور ضمانت کے خلاف بہت مضبوط ضابطہ ہے۔

☆ یہ ایکٹ یہ اختیار دیتا ہے کہ اس کے لیے خصوصی عدالت قائم کی جائے اور عدالت اپنی صوابدید پر کیمرے پر بھی سنوائی کر کتی ہے اور پوشیدہ شواہد کے استعمال کی بھی اجازت دیتا ہے۔

☆ اس ایکٹ کے تحت کوئی بھی ریویو ضروری نہیں ہے جو کہ قانونی ضابطہ کی خلاف ورزی سے تحفظ میں مدد کر سکے۔

☆ اس میں ثبوت فراہم کرنے کی ذمہ داری ملزم کی ہے نہ کہ پولیس کی۔

بہر حال یواے پی اے کے پرو ویزنس کہنے کو تو شہریوں کے حقوق کی حفاظت کا دعویٰ کرتے ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سیاسی دھرندھروں اور پولیس کے ہاتھ میں مظلوموں اور کمزوروں کو دبانے اور کچلنے کا ہتھیار ہے۔ ہمارے پاس پختہ ثبوت ہیں کہ ریاستی حکومتوں نے اس ایکٹ کے دفعات کا استعمال لوگوں کے خلاف کیا حتی کہ ان لوگوں کے خلاف بھی جو مقامی جھگڑوں میں ماخوذ ہوئے۔ مثال کے طور پر کیرلا میں ریاستی حکومت نے اس ظالمانہ قانون کے حیوانی دفعات کا استعمال ان نوجوانوں کے خلاف کیا جو جھگڑوں یا ہتھیار رکھنے کے جرم میں ماخوذ تھے۔ لیکن اس کے برخلاف جب اس سے زیادہ سنگین جرائم ان لوگوں سے سرزد ہوئے جو سیاسی پارٹیوں کے ممبران ہیں یا فرقہ پرست عناصر ہیں تو اس ظالمانہ قانون کو ان پر لاگو نہیں کیا گیا۔ اسی طرح چھتیس گڑھ اور مغربی بنگال میں اس ایکٹ کا استعمال غریب قبائیلیوں کے خلاف کیا گیا ان کو مائننگ کمپنیوں سے اپنی زمین چھیننے سے روکنے کے لیے۔ قبائیلیوں، اقلیتوں اور دوسرے کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے دلوں پر دہشت چھا گئی ہے اور اس ظالمانہ اور حیوانی قانون کا گھنا سایہ گھنے کہرے کی طرح بہت ساری ریاستوں کے اوپر چھایا ہوا ہے۔

یواے پی اے بلاشبہ ہمارے ملک کے نظام عدل پہ ایک سیاہ دھبہ ہے۔ انصاف کے تمام پہلو اس کے منسوخ ہونے کا تقاضہ کرتے ہیں۔ کم سے کم منسوخ شدہ ٹاڈا اور پوٹا کے جو دفعات اس ایکٹ میں شامل کر دیے گئے ہیں اس کو فوری طور پر کسی آرڈیننس یا بل کے ذریعہ منسوخ کرنا چاہئے۔ لیکن بدقسمتی سے حکومت اور بہت ساری سیاسی پارٹیوں کی کوئی توجہ حقوق انسانی کی اس کھلی خلاف ورزی کے خطرناک مسئلہ کی طرف نہیں ہے۔

# فیفا ورلڈ کپ، زائرین کو اسلامی تعلیمات سے متعارف کرانے کا موقع: قطر

فیفا ورلڈ کپ کا پہلا اسلامی میزبان ملک قطر اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیا بھر سے آئے لاکھوں شائقین کے اسلام سے متعلق ذہن تبدیل کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ اس دوران بہت سے شائقین کو اسلام قبول کرنے کی دعوت بھی دی جا رہی ہے۔ قطری حکام کا کہنا ہے کہ ان کا مقصد غیر مسلم شائقین کو اسلام کی اصل تعلیمات سے روشناس کرانا اور غلط فہمیاں دور کرنا ہے۔ قطر فیفا ورلڈ کپ کی میزبانی کرنے والا پہلا اسلامی ملک ہے۔

**اسلام پر پہلی نظر**: ایک کینیڈین جوڑا ڈورینل اور کلارا پوپا دوحہ کی کتارا ثقافتی ڈسٹرکٹ میں واقع عثمانی طرز کی ایک مسجد سے آنے والی اذان کی آواز سن رہا ہے۔ اس مسجد کو اس کی دیواروں پر لگائی گئی شاندار نیلی اور جامنی ٹائلوں کی وجہ سے دوحہ کی ''بلیو ماسک'' یعنی نیلی مسجد بھی کہا جاتا ہے۔ ایک گائیڈ اس جوڑے کو مسجد کا اندرونی حصہ دکھانے لے گیا، جہاں ایک بڑا فانوس حاوی نظر آتا ہے۔ 54 سالہ ڈورینل پوپا کا کہنا ہے کہ یہ اس جوڑے کی اسلام پر پہلی نظر ہے۔ انہوں نے کہا: ''ہم ان لوگوں اور ان کی ثقافت کے بارے میں تعصب رکھتے ہیں اور اس کی وجہ ہماری دوسروں کے بارے میں کم معلومات ہیں۔'' ان کی 52 سالہ اہلیہ کلارا پوپا کا کہنا ہے: ''ہمارے ذہنوں میں چند سوچیں تھیں، جن میں سے کچھ شاید اب تبدیل ہو جائیں۔'' بلیو ماسک کے نگران ادارے قطر گیسٹ سینٹر نے ٹورنامنٹ کے دوران دنیا بھر سے درجنوں اسلامی مبلغین کو اپنے ہاں مدعو کیا ہے۔ مسجد کے باہر عربی کافی اور کھجوروں کے ساتھ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مختلف زبانوں میں کتابچے بھی رکھے گئے ہیں۔ ایک شامی رضا کار ضیاد فتح کا کہنا ہے: ''ورلڈ کپ لاکھوں لوگوں کو اسلام سے متعارف کرانے اور اس مذہب کے بارے میں غلط فہمیاں دور کرنے کا ایک موقع ہے، جن کے تحت اہل مغرب اسے شدت پسندی سے جوڑتے ہیں، ہم لوگوں کو اخلاقیات، خاندانی تعلق، پڑوسیوں اور غیر مسلموں کے ساتھ عزت سے پیش آنے کی اہمیت سے متعلق بات کرتے ہیں۔''

**مجھ سے قطر کے بارے میں پوچھیں**: مسجد کے قریب ایک رضا کار نے مہمان خواتین کے لیے ایک میز بھی سجا رکھی ہے، جس پر ''**مجھ سے قطر کے بارے میں پوچھیں**'' لکھ کر لگایا گیا ہے، جو مہمان یہاں رکتے ہیں، انہیں عربی قہوہ بھی پیش کیا جاتا ہے، یہاں ایک خاتون فلسطینی رضا کار سمیہ کے مطابق زیادہ تر سوالات ''حجاب، کثرت ازدواج اور کیا اسلام میں عورتوں کو دبایا جاتا ہے'' جیسے موضوعات سے متعلق ہوتے ہیں۔ اس جگہ کے آس پاس زائرین اسلام سے متعلق پانچ منٹ کا ورچوئل رئیلٹی ٹور دیکھ سکتے ہیں، یہ مہم پورے قطر میں جاری ہے۔

دوحہ کی پرل ڈسٹرکٹ میں بہت سے تارکین وطن کی رہائش ہے اور ان میں بہت سے یہاں کے مہنگے کیفے اور ریستورانوں میں اکثر لطف اندوز ہونے آتے ہیں، یہاں کی دیواروں کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اقوال کو پینٹ کیا گیا ہے، جن میں اچھے اخلاق کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجے کے شاپنگ مالز میں اسلام کی ترویج کے اشتہارات لگائے گئے ہیں۔ سوق وقف مارکیٹ میں بھی ایک ایسا ہی شاپنگ مال ہے، جہاں ہر روز ہزاروں شائقین جمع ہوتے ہیں۔ ان کے لیے یہاں مفت کتابیں اور پمفلٹ ایک راہداری میں رکھ دیے جاتے ہیں۔ ان میں ایک پیغام تحریر کیا گیا ہے: ''اگر آپ خوشی کی تلاش میں ہیں، آپ کو اسلام میں (یہ) مل جائے گی۔''

اس مال کے قریب ہی شیخ عبداللہ بن زید اسلامک کلچرل سنٹر سیاحت کے لیے دن میں 12 گھنٹے کھلا رہتا ہے۔ قطر میں بعض مسلم رہنماؤں نے غیر مسلم فٹ بال شائقین کو اسلام کی طرف راغب کرنے کی کوششوں پر زور دیا ہے۔ قطر یونیورسٹی کے شریعہ قانون کے پروفیسر اور وائس آف اسلام ریڈیو اسٹیشن کے سربراہ سلطان بن ابراہیم الہاشمی نے کہا ہے کہ ورلڈ کپ کو نئے مذہب تبدیل کرنے والوں کی تلاش کے ساتھ ساتھ اسلاموفوبیا کا مقابلہ کرنے کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے۔ ہاشمی نے اے ایف پی کو بتایا: ''میں غیر ملکی شائقین کے ساتھ اپنی ملاقاتوں میں انہیں اسلام قبول کرنے کی پیشکش کروں گا۔ اگر مجھے موقع ملا تو میں انہیں آسانی اور فضل کے ساتھ اسلام پیش کروں گا اور اگر موقع نہ ملا تو میں ان سے کہوں گا کہ آپ انسانیت کے ناطے ہمارے مہمان اور بھائی ہیں۔'' ہاشمی نے زور دے کر کہا کہ اسلام جبر کے ذریعے تبدیلی کو قبول نہیں کرتا۔

**مذہب کی تبدیلی حقیقت یا مبالغہ آرائی**: سوشل میڈیا پوسٹوں میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ سینکڑوں مداحوں کا عقیدہ بدل گیا ہے، یعنی انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ تاہم اے ایف پی کی حقائق کی جانچ کرنے والی سروس نے ان دعوؤں کو جعلی ثابت کیا ہے۔ قطر کی وزارت مذہبی اوقاف کے ایک اہلکار نے اے ایف پی کو بتایا کہ ریاست کا مقصد ''اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد بڑھانا نہیں بلکہ لوگوں کے ذہنوں سے اسلام کے تعلق سے غلط فہمیاں دور کرنا ہے۔''

# اسلامیات کا مطالعہ: ہم سبھوں کی ضرورت

مفتی عین الحق امینی قاسمی

اسلام جس علم کا حامی ہے،اس کا دائرہ اثر بہت وسیع ہے،اس علم کا تعلق عبادت سے بھی ہے اور اخلاق ومعاشرت سے بھی ،اس کا ایک حصہ معاش ومعاملات سے جڑا ہے اور ایک حصہ سماجی وسیاسی زندگی سے ۔ہماری زندگی جس حد تک نور نبوت سے دور ہورہی ہے ہم دینی علوم ومعارف سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں اور ہمارے اوپر سے دینی گرفت ڈھیلی پڑتی چلی جارہی ہے ۔اس لئے دیندارانہ زندگی پہ قائم رہنے اور دین کے بنیادی امور سے واقفیت ہم سبھوں کی ذمہ داری ہے،اس کی آسان شکلیں یہ ہیں کہ ہم دینیات کو پڑھیں ،دین کے بنیادی ارکان کو سیکھیں اور اپنی ضرورت سمجھ کر اسلامیات کا بخوبی مطالعہ کریں ،تا کہ ہم اسلامی تہذیب وتمدن پر یقین اور اعتقاد کے ساتھ زندگی جی سکیں ۔آئے دن کے فکری ونظریاتی ارتدادی ہتھکنڈوں کا آلہ کار بنے بغیر ایمان واعمال کو تحفظ فراہم ہوسکے،جذباتی طور پر ہمیں یہ کہتے ہوئے غیر معمولی خوشی ہو کہ ہم اُس نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کے غلام ہیں جن کی بتلائی ہوئی راہ پر چلنے میں ہی دنیا وآخرت کی کامیابی ہے اور اِسی راہ مستقیم پر چلنے والوں کی خدا نے تعریف کی ہے اور اپنی رضا ومہربانی کا واضح اعلان کیا ہے۔

یہاں اسلامیات سے وہ مضامین ومسائل اور دین اسلام کی وہ بنیادی باتیں مراد ہیں ،جن کا سیکھنا،سمجھنا اور مطالعہ کرنا بحیثیت مسلمان ہمارے معاشرے کے تمام بالغ افراد کے لئے انتہائی ضروری ہے،سوال یہ ہے کہ بنیادی طور وہ کون کون سے مضامین ومسائل ہیں جن کا سیکھنا اس کا مطالعہ کرنا ہر کلمہ گو مسلمان مرد وعورت یا لڑکا لڑکی کے لئے ہر حال میں ضروری ہے؟ ذہن میں جواب کو محفوظ رکھیئے! کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پہلے ایمان سیکھا پھر قرآن سیکھا۔معلوم ہوا کہ ایمان یعنی توحید ورسالت بھی سیکھنے کی چیز ہے۔ بنیادی طور پر ایمان اور اُس کی حقیقتوں کو سیکھنا ،اسلامی عقائد کو سمجھنا وسیکھنا اور اُس پر ثابت قدم رہنے کی فضیلت وبرکت اور اُس سے گمراہی کے اسباب وہلاکت خیزی جیسے مسائل وتفصیلات کو سمجھتے ہوئے اوامر پر مضبوطی سے عمل کرنا اور نواہی سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرنا وغیرہ ضروری امر ہے۔بالغ مسلمان سے جو سب سے پہلی چیز مطلوب ہے وہ ہے اطاعت خداوندی اور رسول اللہ ﷺ کی کامل پیروی۔یعنی کلمہ طیبہ پڑھ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اقرار وشہادت کے بعد زندگی میں اس پر نماز فرض ہوتی ہے ؛ بلکہ یوں کہیں کہ کلمہ طیبہ کے اقرار کے بعد اسلام کی دوسری تیسری ،چوتھی اور پانچویں بنیادیں نماز ،روزہ زکوٰۃ اور حج ہیں۔

پکا سچا مسلمان بن کر زندگی گذارنے اور اعمال صالحہ پر ثابت قدم رہنے کی خاطر دین کے تمام بنیادی ارکان کا پختہ علم ہمیں ہونا چاہئے ۔ہم سبھوں کو اس بات کی پوری جان کاری ہے کہ پانچ وقت کی نماز تمام بالغ مرد وعورت اور جوان لڑکے لڑکیوں پر ہر سیزن اور ہر موسم میں فرض ہے،نماز درست ہونے کے لئے ایک عمل طہارت حاصل کرنا ہے مثلاً غسل،غسل کے فرائض وسنن کو سیکھنا ضروری ہے،نماز کے لئے دوسری اہم چیز وضو ہے،اس میں فرائض وسنن ہیں۔ خود نماز شروع کرنے سے پہلے اور نماز کی حالت میں فرائض وواجبات ہیں،جن کو پورا کرنا انتہائی اہم ہے،فرائض کے علم کے بغیر نہ غسل ،نہ وضو اور نہ نماز درست ہوسکتی ہے۔ ہمارے لئے اس بات کو سیکھنا بہت ضروری ہے کہ ہماری نماز درست کیسے ہوگی ،اس میں فرئض وواجبات کتنے ہیں، پاکی ناپاکی کے کیا مسائل ہیں؟ نماز کے سینکڑوں ایسے مسائل کتابوں میں لکھے ہیں ،جن پر عمل کرنے سے نمازیں مقبول ہوتی ہیں ،اپنی مقبول نمازوں کے ذریعہ بندہ رب سے قریب ہوتا ہے اور اللہ کے انعام کا مستحق قرار پاتا ہے۔اسی طرح روزہ بھی اسلام کا ایک حکم ہے،اس کے بھی فرائض وشرائط ہیں،ان کو پورا کئے بغیر روزے کی فضیلت وبرکت سے بندہ نہ فیض یاب ہوسکتا ہے اور نہ فرائض کی ادئے گی سے بری الذمہ۔روزے کی مکمل فرضیت وادائے گی اور جواب دہی سے بندہ تب چھٹکارا پائے گا جب وہ روزے کے فرائض وشرئط کا پورا پورا خیال رکھ کر اسے انجام دے گا اور پورا خیال تب رکھ پائے گا جب وہ روزہ کے بنیادی مسائل کا علم رکھتا ہو،اس کے فرائض کو اس نے زندگی میں سیکھا بھی ہو۔

اسی طرح زکوٰۃ اور حج کا معاملہ ہے،آج ہمارے معاشرے میں مسلمانوں کے پاس زکوٰۃ کا درست علم نہ ہونے کی وجہ سے وہ صحیح صحیح اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں نکال رہے ہیں،جس سے بد معاملگی ،بدنظمی اور گھروں میں اختلاف عروج پر ہے،زندگی سے سکون رخصت ہوتا جارہا ہے اور بے برکتی ڈیرہ ڈال رہی ہے۔حج کی فرضیت اور اس کے مسائل سے بھی لوگ اس طرح غافل ہیں،مانو جیسے ہمیشہ ہمیں یہیں رہنا ہے اور یہی جمع خوری ہماری کامیابی اور زندگی کا نصب العین ہو،حج کے فرائض سے غفلت نے ہمارے دلوں میں لالچ اور بزدلی کو بڑھاوا دیا ہوا ہے،حج کے فرائض ومسائل سے بھی ہم اتنا ہی غافل ہیں جتنا کہ دین کے دیگر پہلوؤں سے ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں معلوم کہ جو شخص حج فرض ہونے کے باوجود حج نہ کرے وہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر۔صدمے کی بات یہ ہے کہ حج کے مسائل سے لوگ اتنے غافل ہیں کہ حج کی توفیق کے باوجود ظاہراً بھی اُن کا حج ہوا یا نہیں ،کہنا بہت مشکل ہے،حج کے دوران بعض لوگوں کی طرف سے جو طرز عمل سامنے آتا ہے وہ انتہائی شرمناک تکلیف دہ اور لاعلمی کا مظہر۔ظاہر ہے کہ حج کی عبادت تب مطلوبہ شکل میں انجام پذیر ہوگی جب اس کے اصول وافرائض اور اس کے واجبات تک سے ہم بخوبی واقف ہوں گے۔

قرآن کریم جو پوری انسانیت کے لئے رحمت وہدایت کا ذریعہ ہے،مگر اس کے باوجود مسلمان تلاوت آیات سے محروم ہیں،ہاں !اس کی کئی وجہیں ہیں،اُن میں پہلی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ شاید پڑھنا نہ آتا ہو،اگر پڑھنا نہیں آتا ہے تو اس کو زندگی کے کسی بھی عمر میں سیکھا جاسکتا ہے،یہ اعجاز صرف قرآن کریم کو حاصل ہے کہ بندہ ہر عمر میں اُس کو سیکھ کر پڑھ سکتا ہے،شرط یہ ہے کہ اس کے اندر سیکھنے کی تڑپ اور طلب بھی ہو ایسا نہیں ہے کہ بچپنے کے بعد مسلمان اُس کے سیکھنے سے عاجز ہے۔حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ اپنے متعلقین سے عرض کرتے ہوئے فرمایا تھا: ’’میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہورہے ہیں،تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے ،ایک ان کا قرآن کا چھوڑ دینا ،دوسرے ان کے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔اس لئے میں وہیں سے عزم کر کے آیا ہوں کہ قرآن کریم کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے ،بچوں کے لئے تعلیم کے مکاتب بستی بستی قائم کئے جائیں۔ بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اس کے معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کے لئے آمادہ کیا جائے اور باہمی جنگ وجدل کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے‘‘ قرآن کریم سے وابستگی مسلمانوں کے ایمان وعقیدے سے تعلق رکھتی ہے،مسلمان قرآن سے خود کو الگ نہیں رکھ سکتا ،ورنہ رسول کل روز قیامت ایسے ہی لوگوں کے خلاف گواہی دیں گے کہ اے پروردگار!میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔’’اس آیت میں چھوڑنے سے اصل مراد تو اس پر ایمان نہ لانا ہے۔لیکن چھوڑنے کی اس کے علاوہ بھی صورتیں ہیں لہٰذا قرآن مجید کے حوالے سے مسلمان کا حال ایسا نہیں ہونا چاہئے جس سے یہ لگے کہ اس نے قرآن مجید کو چھوڑ رکھا ہے، بلکہ اسے چاہئے کہ روزانہ تلاوتِ قرآن کرے،قرآن مجید کی آیات کو سمجھنے کی کوشش کرے اور ان میں غور وتدّبُر کیا کرے،نیز اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو احکامات دیئے ہیں ان پر عمل کرے اور جن کاموں سے منع کیا ہے ان سے باز رہے تا کہ وہ قرآن مجید کو عملی طور پر چھوڑ رکھنے والے لوگوں میں شامل نہ ہو‘‘۔

اسی طرح حلال وحرام ،جائز ناجائز ؛ بلکہ مشتبہ امور کا علم بھی سیکھنا ضروری ہے تا کہ منشاء دین کے خلاف کسب واکتساب سے ہمارے لئے بچنا آسان ہوسکے۔حسن اخلاق ،دیانت وامانت ،صدق وسچائی،معاملات کی راہ سے خرید وفروخت ،لین دین ،ادھار نقد،ناپ تول اور اس میں کمی بیشی جیسے امور کے بارے میں تفصیلی علم رکھنا تقوی وپاکدامن زندگی کے لئے بے حد اہم ہے۔اسلام کا ایک حصہ ایسا ہے جس کا تعلق عبادات سے ہے بقیہ تین حصے کا براہ راست تعلق اخلاقیات ،معاشرات اور معاملاتی زندگی سے ہے،ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ اسلام محض چند رسموں کی ادائے گی کا نام نہیں، بلکہ مکمل دین اور مستقل تہذیب کا م نام ہے،جس کے پاس انسانی زندگی کے تمام شعبہائے فطرت کے طور طریقے موجود ہیں۔ ہر ممکن ان طریقہائے حیات کا اسلامی نقطہ نظر سے مطالعہ کرنا ہم سبھوں کی ضرورت ہے،خاص کر ایسے ماحول میں جب دنیا کی ساری باطل طاقتیں ہمارے دین ومذہب کو چیلنج کررہی ہیں اور اسے دنیا کے نقشے پر بدنام کر ناکارہ بنادینے کی کوششوں کی راہ اپنا رہی ہیں۔باطل اپنے باطل نظریئے پر سو فیصد مضبوطی سے قائم رہ کر ہمارے ایمان وعقیدے کے خلاف محنت میں جُڑا پڑا ہے،سبک گامی سے ہماری نسلوں پر منفی وتخریبی جہت سے محنت کررہا ہے۔کبھی ہمارا نوجوان ایمان واسلامی عقیدے کا سودا کر رہا ہے تو کبھی جوان بچیاں غیروں کے ہتھے چڑھ کر نور ایمانی سے ہاتھ دھو رہی ہیں اور کبھی گھر کے مرد وخواتین اہل وطن کے دیوی دیوتاؤں اور تہواروں سے مرعوب ہوکر غیر محسوس طریقے پر اسلام سے خارج ہورہے ہیں، جب کہ معصوم ذہنوں کو نصاب تعلیم کی راہ سے پراگندہ کیا جارہا ہے۔ہم اگر بیدار نہیں ہوئے ، دینی وایمانی سرمائے کے تحفظ کے جذبے سے غفلت کے لبادے سے نہیں نکلے ،اسلامیات کا مطالعہ شروع نہیں کیا اور دین پر مضبوطی سے عمل درآمد کا مزاج نہیں بنایا تو وقت ہاتھ سے نکل جائے گا اور ہمیں شاید افسوس کرنے کا موقع بھی نہ مل پائے۔سمرقند وبخارا کے تاریخی احوال بتلاتے ہیں کہ قوموں کی ایمانی زندگی میں شب خون مارنے کی ناپاک کوششیں کن کن راہوں سے ہوتی رہی ہیں اور ملت اسلامیہ کا شیرازہ کتنے حصوں میں منقسم ہوا اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ لوگ کلمہ وقرآن تک سے محروم کردیئے گئے۔ عالمی سطح پر جہاں دیدہ شخصیت مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی نے اپنے ملک کے مسلمانوں سے جس کرب ودرد کا اظہار کیا ہے،ایک بار پہلے اِس کو پڑھئے اور محاسبہ کیجئے کہ کیا اُنہیں حالات سے اِس وقت ہم اپنے ملک میں دوچار ہیں یا نہیں؟

’’آج ہندوستان میں جو خطرات پیدا ہوگئے ہیں،مسلمانوں اور اسلام کے لیے اور معاذ اللہ نسلی ارتداد کا جو خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ اب جو نسل پیدا ہوگی ،ہندوستان میں ،اس کو اسلام کی تعلیمات اور جو بنیادی عقائد ہیں اور جو امتیازات ہیں مسلمانوں کے ان سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔آپ اپنے بچوں کا اور آئندہ نسل کا پورا انتظام کریں کہ وہ نسل پوری اسلام پر تیار اور عقائد کے لحاظ سے بھی جذبات کی حیثیت سے بھی ،اپنی ثقافت وکلچر کے لحاظ سے بھی اور ذہنیت کے اعتبار سے بھی آئیندہ نسلوں کا انتظام کریں۔اس وقت نصاب تعلیم میں ہندوانہ عقائد وخیالات اور ہندو تہذیب وروایات کو اس طرح ٹھونسا گیا کہ ان کا مقصد ہندو تہذیب وروایات کی تبلیغ کے سوا کچھ نہ تھا، یہاں تک کہ مسلمانوں کے سامنے دو باتیں رہ گئیں کہ یا تو اپنی نسلوں کے دینی اور تہذیبی ارتداد پر راضی ہوجائیں (العیاذ باللہ ) یا پھر اس فیصلے کے ساتھ کھڑے ہوجائیں کہ ہمیں اللہ کی مدد سے ایک ایک مسلمان بچے کو ارتداد کے طوفان سے بچانا ہے‘‘(تکبیر مسلسل )

موجودہ حالات کو ہمارے کابر علماء نے بہت پہلے ہی بھانپ لیا تھا،ان کی دوررس نگاہوں نے آنے والے خطرات کو پڑھ لیا تھا،اس لئے ملک کی دو بڑی تنظیموں کے کابرین (امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ اور جمعیۃ علماء ہند ) نے اپنے قیام کے ابتدائی دور سے ہی بنیادی دینی تعلیم کے حصول پر نہ صرف زور دیا؛ بلکہ گاؤں گاؤں مکاتب ومدارس کا جال پھیلایا تا کہ مسلمان نسلوں کو ارتداد سے محفوظ رکھا جاسکے اور لارڈ میکالے کے نظریات کے بجائے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے نظریات کو پوری قوت کے ساتھ فروغ دیا جائے۔مفکر اسلام مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد بانی امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ،مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی صدر جمعیۃ علماء ہند اور بعد کے اکابرین نے اس پہلو پر خاص توجہ دے کر اپنے اپنے اجلاس میں تجاویز منظور کروا کر ملت اسلامیہ کی توجہ مبذول کراتے رہے ہیں اور علاقوں میں نکل کر آبادیوں کو کلمے والی زندگی پر مضبوطی فراہم کرنے میں بھی اہم رول ادا کیا ہے،اُنہیں فکر ونہج پر کئی ایک تنظیمیں آج بھی الحمد للہ خدمات انجام دے رہی ہیں۔

ضرورت ہے کہ لاکھوں کے خرچے کے حامل بڑے اجلاس کو موقوف کر مسجد وار چھوٹی چھوٹی مجلسیں بلائی جائیں ،اکابرین کی لانبی فہرست جمع کرنے کی بجائے دو ایک سنجیدہ ذی علم عالم دین کو مدعو کر مختصراً گفتگو کروائی جائیں ،مذاکرے کے انداز کی یہ مجلسیں ان شاء اللہ فکر اسلامی اور اسلامی تہذیب وتمدن پر جمانے میں مؤثر ثابت ہوں گی۔اس کے لئے محلے کی مسجد کے امام صاحب اور دین پسند اہل ثروت کا اہم رول ہوگا وہ نوجوانوں کو تفہیم شریعت کے عنوان سے کم از کم ہفتے میں ایک دن جمع کریں اور محلے کی مستورات کو بھی ایک دن جمع کریں یا دو الگ الگ مجلسیں کسی ایک ہی دن منعقد کرلیں ،تا کہ مالی گراں باری اور انتظامی امور میں دشواریوں سے بھی بچا جاسکے۔

# نگاہ کی حفاظت

**مولانا نسیم اختر شاہ قیصر**

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی ہلاکتوں سے بچنے اور محفوظ رہنے کی متعدد جگہ پر تاکید فرمائی ہے زبان جن فتنوں میں مبتلا کرتی ہے اور زبان سے نکلے ہوئے الفاظ جتنا دور تک جاتے اور اثرات مرتب کرتے ہیں اس کے بارے میں بھی آگاہ فرمایا اچھی بری بات زبان سے نکالنے اور ادا کرنے اور پھر ان پر جزا و سزا کے مرتب ہونے کو بھی بیان کر دیا گیا، جو واقف کار ہیں وہ جانتے ہیں کہ زبان آدمی کو ہلاک کرتی ہے یہ بے موقع چلے تب باعثِ ہلاکت ہے، بے تکی چلے تو سببِ مصیبت ہے، ایسے ہی بدنگاہی سے بچنے کا حکم دیا گیا، قرآن نے بھی اس سمت میں رہنمائی فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کھول کر بیان فرما دیا کہ بدنگاہی کتنی مصیبتوں کا سبب بن سکتی ہے، ماننا چاہئے کہ نگاہ بہت سے گناہوں میں مبتلا کرتی ہے اور نظر کی اپنی زبان ہے، بقول شاعر

نظر نے سنی، نظر نے سنائی

بہت سے مراحل آنکھوں آنکھوں میں طے ہو جاتے ہیں، زبان ہلانے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی ایک لفظ ادا کرنے کی حاجت نہیں ہوتی، برابر میں بیٹھنے والا اور قریب سے گزرنے والا بھی نگاہوں کے پیغام کو نہیں سمجھ پاتا۔ معاملات آپس میں ٹکرانے والی دو نگاہوں کے درمیان طے پا جاتے ہیں۔ عہد و پیمان لے لیا جاتا ہے اور احساس بھی نہیں ہوتا اثبات و نفی کی کیفیات مکمل ہو جاتی ہیں جو کام زبان نہیں کر پاتی ہے وہ نگاہ کرتی ہے اسی لیے اسلام نے نگاہ نیچی کرنے کا حکم دیا قرآن کریم کا ارشاد ہے: ''مومنین سے کہہ دو کہ اپنی نگاہوں کو نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں'' (سورہ نور: 30)

اگر نگاہ کے مفاسد نہ ہوتے تو اسلام کبھی نیچی نگاہ کرنے کا حکم نہ دیتا، بازاروں میں، گلی کوچوں میں، دیگر عام مقامات پر، جہاں مرد و زن کا گزر ہے، آمد و رفت ہے، وہاں نگاہیں ٹکراتی ہیں اور پھر فساد کا آغاز ہوتا ہے، بے حیائی، بے شرمی کی شروعات ہوتی ہے اور بات وہیں پہنچتی ہے جو مرد و عورت کے اختلاط سے سامنے آتی ہے۔ اگر نگاہ کو نیچی رکھا جائے تو فتنے پیدا نہ ہوں، نگاہ نیچی رکھنے کا حکم دینے میں یہی حکمت تھی کہ ایک دوسرے کو دیکھنا نہیں ہوگا، جنسِ مخالف پر نگاہ نہیں پڑے گی تو جذبات بھی نہیں بھڑکیں گے، شہوانی خواہشات میں بھونچال نہیں آئے گا۔ شیطان کے حملہ سے بچا جا سکے گا۔ جتنا اسلام نے نگاہ نیچی رکھنے کی ہدایت فرمائی اتنا ہی ہم نے اس سے سرتابی کی۔ چنانچہ دیکھ لیجئے کہ عورتوں کا برقعہ کیسا ہے؟ اکثر عورتیں پردے کا اہتمام اس طور پر کرتی ہیں کہ آنکھیں کھلی رہتی ہیں یعنی جہاں سے بے شرمی اور بے حیائی کی ابتداء ہونے کے خطرات و خدشات ہیں اس پر تو نظر نہیں پھر یہ ہوتا ہے کہ عورتوں کی نگاہیں بھی بھٹکتی ہیں اور مردوں کی نگاہیں بھی متجسس رہتی ہیں اور نگاہ ہی نگاہ میں وہ ہو جاتا ہے جس کا تصور نہیں ہوتا، اسلام انسانی فطرت سے جتنا باخبر ہے دوسرا کوئی اور مذہب اتنی واقفیت نہیں رکھتا اس لیے وہ ان دروازوں کو ابتداء ہی میں بند رکھنے کی تاکید کرتا ہے، جہاں سے ہلاکت و فتنوں کے داخل ہونے کا امکان رہتا ہے۔ اگر وہ یہ کام انجام دیتا تو پھر فتنے در و دیوار سے نکلتے اور زمین سے کھولتے پانی کے چشموں کی طرح ابلتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا دیکھنا ہے''، دل بھی مائل بہ زنا ہوتا ہے، دماغ بھی زنا کی لذتوں سے آسودگی محسوس کرتا ہے، حالاں کہ یہ آسودگی گناہ کے راستے سے ہوتی ہے اس لیے اسے آسودگی نہیں کہا جا سکتا اسے شیطانی اور نفسانی خواہش کے سوا اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔ آسودگی تو اسی رشتہ میں ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ نکاح ہو، مرد و عورت کا تعلق قائم ہو، ان میں محبت اور ہمدردی کا رشتہ استوار ہو، تب آسودگی ہوتی ہے، اسی لیے قرآن کریم نے انسانی جوڑا پیدا کرنے کا جہاں پر ذکر کیا وہیں پر فرمایا کہ ہم نے تمہارے لیے اس طرح راحت و سکون کا سامان پیدا فرمایا ہے۔

جب دل اور دماغ گناہ کی لطف اندوزیوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں تو نظر کے مبتلا ہونے میں کیا تامل ہے، پھر جس چیز کو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا ہو اس کے ماننے میں ایک صاحبِ ایمان کو معمولی درجہ کا بھی تامل نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے جس میں آپ نے فرمایا: ''نظر ابلیس کے تیروں میں ایک زہر آلود تیر ہے'' (مجمع الزوائد) بدنگاہی سے آدمی گناہ کے اندھیروں کا شکار ہوتا ہے غیر محرم پر نظر ڈالتا ہے بالخصوص جب شہوت کے ساتھ نگاہ ڈالی جائے اس وقت انسان پر شیطان کا غلبہ ہوتا ہے، نگاہ پڑنا تو لازمی چیز ہے سامنے کی جانب نگاہ اٹھے گی آدمی اس کے لئے قصوروار نہیں یہ تو فطرتِ انسانی ہے، اسی لیے حدیث میں ہے کہ پہلی نظر جب بلا ارادہ کسی محرم پر پڑے تو وہ معاف ہے، ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''پہلی نگاہ تمہارے لئے ہے اس میں کوئی گناہ نہیں، لیکن دوسری نگاہ ڈالی اور اس کو باقی رکھا تو یہ گناہ ہے''۔

غیر محرم پر نگاہ پڑی آپ نے نگاہ ہٹالی، کوئی گناہ نہیں ہوا، لیکن پھر دوبارہ نگاہ ڈالی اور ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہی رہے، یہ گناہ ہے۔ کیوں کہ پہلی نظر بلا ارادہ تھی اس میں کوئی گناہ کا خیال نہ تھا لیکن دوسری نظر گناہ آلود ہے اور مسلسل تاکنا خواہش نفسانی کی وجہ سے ہے اس لیے اسے گناہ بتایا گیا، آج ہمارا معاشرہ خاص طور پر مسلم معاشرہ جس طرح غیروں کے طور طریقوں اور تہذیب سے تیزی کے ساتھ متاثر ہو رہا ہے اور ان سب چیزوں کو اختیار کر رہا ہے جو غیروں کا شعار یا ان کے دھرم کی بنیاد ہیں، وہ تشویشناک بھی ہے اور ہلاک کرنے والا بھی۔ اپنی تہذیب، اپنے شعائر، اپنے عقائد، اپنی روایتوں کو ترک کرنے والی قومیں زمانے پر کوئی اثر مرتب کرنے والی نہیں ہوتیں اور نہ زمانہ ایسی قوموں کی قدر کرتا ہے جو ذرا سے جھٹکوں اور وقتی نمائش و تعیش کے لئے اپنی خوبی چھوڑ دیں اور اپنے مذہب کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیں۔ ان کو کون اچھا کہے گا۔ ہمارے گھر جو اسلامی تہذیب اور تمدن کا گہوارہ تھے وہ مغربی تہذیب اور دیگر اقوام کی اقدار کا گھر بنتے چلے جا رہے ہیں۔ کون سا گھر ہے جہاں وہ رسوم نہ انجام دی جا رہی ہوں جو غیروں کی رسومات ہیں اور اس سے تو کئی اسلامی گھر خالی نہیں کہ بدعت نے تمام گھروں کو اپنے نرغے میں لے لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس معاشرے کی تشکیل چاہتے تھے اور جو مثالی معاشرہ دنیا کو دینا چاہتے تھے وہ اسلامی تعلیمات سے ہی سامنے آیا اور اب بھی ان ان پر عمل سے ہی وجود میں آئے گا، اگر ایسا نہ ہوتا تو عرب کا وہ معاشرہ جو صحابہ کے دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی بناء پر وجود میں آیا مثالی معاشرہ نہ بنتا۔ دنیا آج راحت و سکون اسی معاشرہ میں تلاش کر رہی ہے جو اسے اسلامی معاشرے سے حاصل ہو سکتا ہے مگر افسوس ہے کہ مسلمان اسی معاشرے سے نکل کر دوسرے معاشرے میں داخل ہونے کو فخر و امتیاز سمجھتے ہیں یہ ایک تکلیف دہ اور افسوسناک صورت ہے جس کو ختم کرنے اور زمین کی گہرائیوں میں دفن کرنے کی ضرورت ہے۔

## بقیہ کتابوں کی دنیا

بقیہ کتابوں کی دنیا.........

پیش گفتار پروفیسر حسین الحق مرحوم سابق صدر شعبۂ اردو و فارسی مگدھ یونیورسیٹی بودھ گیا کا ہے، جس میں ظفر پیامی کے تخلیقی سفر کی روداد کے ساتھ مصنف کے کام پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، اپنی بات میں مصنف نے پوری کتاب کے مندرجات کا اجمالاً ذکر کیا ہے اور ظفر پیامی کی زندگی کے مختلف ادوار کو قلم کی زد میں رکھا ہے، رہنمائی، حوصلہ افزائی اور اعانت کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا گیا ہے، جن کی تعداد کم و بیش ڈیڑھ درجن ہے۔

پی ایچ ڈی کے مقالہ میں مصنف کے عہد پر خصوصیت سے روشنی ڈالنے کی روایت رہی ہے، سو اس کتاب کا اصل آغاز ظفر پیامی کے عہد اور ان کے حالات زندگی سے ہوا ہے، ان دونوں مراحل سے نمٹنے کے بعد علوی صاحب نے ان کے تخلیقی سفر کا تعاقب شروع کیا ہے اور تخلیقی سفر کے آغاز کے بعد ظفر پیامی کی تخلیقات کا صحافی، افسانہ نگار، ناول نگار، سفرنامہ نگار کی حیثیت سے جائزہ پیش کیا ہے، ظفر پیامی کی دیگر ادبی سرگرمیاں بھی معرض بحث میں آئی ہیں، ظفر پیامی کی وفات، ان کی شخصیت کے اہم پہلو اور پھر پوری تحقیق کا نچوڑ، ''حرف آخر'' کے عنوان سے پیش کر دیا ہے، سوانحی کوائف اور فوٹو فیچر پروفائل مصنف کے ذاتی احوال و کوائف اور سرگرمیوں کا افشا ہے، اس طرح دیکھیں تو اصل کتاب صفحہ ۲۱۱/ پر مکمل ہو جاتی ہے۔

دیوان بریندر ناتھ ظفر پیامی (ولادت ۱۹۳۲، وفات ۱۰/دسمبر ۱۹۸۹ء) کی شخصیت کثیر الجہات تھی، ایسے لوگوں پر تحقیق کرنا اور ان کی کثیر الجہات شخصیت کے دروبست کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا آسان کام نہیں ہے، ڈاکٹر اے کے علوی کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے ظفر پیامی کے تخلیقی سفر کا معروضی مطالعہ پیش کیا ہے اور اس پیش کش میں انہوں نے انصاف سے کام لیا ہے۔

یہ مقالہ آج کل کے تحقیقی مقالوں میں ممتاز ہے، زبان صاف اور گنجلک سے پاک ہے، ظفر پیامی کے تخلیقی سفر کی روداد انہوں نے اس طرح بیان کی ہے کہ پڑھنے میں قاری کو اکتاہٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا اور آخر تک دلچسپی برقرار رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پروفیسر حسین الحق نے ''پیش گفتار'' میں لکھا ہے کہ ''ڈاکٹر علوی نے اپنے موضوع کے ساتھ انصاف کیا ہے، اسکے باوجود کہ علم و ادب کی دنیا میں کوئی کوشش حرف آخر نہیں ہے۔''

ڈاکٹر شہاب ظفر صدر شعبہ اردو پٹنہ یونیورسیٹی کے اس خیال سے عدم اتفاق کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، لکھتے ہیں: ''ظفر پیامی کا تخلیقی سفر نہ صرف ظفر پیامی کی تخلیقی جہات اور ادبی آفاق کو نمایاں کرتی ہے؛ بلکہ مصنف کے نظریہ نقد اور اسلوب اظہار کا بھی اعتراف کرواتی ہے۔''

ایک اور اقتباس پڑھ ڈالیے اور علوی کے اسلوب اور زبان و بیان کا مزہ لیجئے، اس سے کتاب کی ترتیب اور مصنف کے نقطۂ نظر تک بھی آپ کی رسائی بآسانی ہو سکتی ہے، لکھتے ہیں: ''اس کتاب میں سنجیدہ اور علمی مطالعہ کے آداب و طریقہ کا خیال رکھتے ہوئے ادب و ثقافت کی ایک فعال شخصیت کے حوالے سے ان کی یادگار خدمتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے، ساتھ ہی ساتھ یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ وہ کس قدر ذاتی خوبیوں کے مالک تھے، اگر یہ سچ ہے کہ اچھا انسان ہی اچھا فن کار ہوتا ہے تو یقیناً اس میں دو رائے نہیں ہو سکتی کہ یہ قبائے معیار و عظمت ان کی علمی و فکری قد و قامت پر پوری طرح راست آتی ہے (صفحہ ۲۰)

بڑی کد و کاوش اور تحقیق کی جان کاہی کے باوجود اے کے علوی کا خیال ہے کہ ''میں اپنے اس مطالعہ کو ظفر پیامی کی تفہیم کے سلسلے میں پہلا قدم ہی سمجھتا ہوں، دیوان بریندر ناتھ سے ظفر پیامی بن کر اس اہم شخصیت نے جو پیام دیا ہے اس کی تفہیم کے لیے اور بھی مطالعات سامنے آنے چاہیے۔ (صفحہ ۲۱۰)

قاری کو اپنے علم و تحقیق کی روشنی میں ظفر پیامی کے تخلیقی سفر پر بحث و نظر کا حق تو ہے، لیکن مصنف کے تواضع اور انکساری سے بھرے ان جملوں کو رد کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ کتاب کے مندرجات سے قارئین کی بہ نسبت زیادہ واقف ہیں، اے کے علوی ہم سب کی جانب سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے فکری، فنی اور سوانحی اعتبار سے ظفر پیامی کو ہم تک پہونچایا۔


ADMISSION OPEN

DARUL ULOOM SONIHAR

Vill+P.o-Sonihar,Distt-Khagaria(Bihar)848201 EMAIL:darululoomsonihar@gmail.com

| | |
|---|---|
| Course-0 : | PLAY COURSE(Duration-1Year) |
| Course-1 : | QAIDA COURSE+BASIC SCHOOL(Duration-1Year) |
| Course-2 : | NAAZRA COURSE+SCHOOL(UP TO CLASS 5) (Duration-1Year) |
| Course-3 : | HIFZ COURSE+SCHOOL (UPTOCLASS 8) (Duration-3Years) |
| Course-4 : | DAURA-E-QURAN COURSE (Duratin-1Year) |
| Course-5 : | COMPETETION SPECIAL COURSE (UP TO CLASS 10) (Duration-2Years) |
| Course-6 : | COMPUTER COURSE (Duration-3Years) |
| Founder : | Qari Abu Jafar Rahmani Sb & Maulana Abu Saud Qasmi Sb |

یہاں دارالاقامہ کے ساتھ طعام کا عمدہ نظم ہے نیز چوبیس گھنٹے ماہر اساتذہ کی نگرانی میں حفظ قرآن مجید کے ساتھ عصری علوم کی تعلیم ہوتی ہے، داخلہ کے خواہش مند طلبہ 9631640584/7033784709 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

# غزوۂ حنین میں صحابہ کرام کی جرأت و دلیری

مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی

غزوہ حنین ۸ھ میں پیش آیا، اس کا پس منظر یہ ہے کہ فتح مکہ اور اکثر قریش کے داخل اسلام ہونے کی خبر سن کر عرب کے ان قبائل میں زیادہ کھلبلی اور پریشانی پیدا ہوئی جو مسلمانوں کے حلیف نہ تھے، انہیں میں ہوازن اور ثقیف کے قبائل تھے جو طائف اور مکہ کے درمیان رہتے اور قریش کے حریف اور مدمقابل سمجھے جاتے تھے، یہ قبائل نہ مسلمانوں کے حلیف تھے، نہ قریش مکہ کے، ان کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ مسلمان مکہ کے بعد اب ہمارے اوپر حملہ آور ہوں گے، بنو ہوازن کے سردار مالک بن عوف نے بنو ہوازن اور بنو ثقیف کے تمام قبائل کو جنگ کے لئے آمادہ کر کے اپنے گرد جمع کر دیا، قبائل نصر، جشم، سعد وغیرہ بھی سب آمادہ ہو گئے اور جنگ میں شریک ہو گئے اور مقام اوطاس میں اس لشکر عظیم کا اجتماع ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں جب اس لشکر عظیم کے جمع ہونے کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ کو حالات کا جائزہ لینے کے لئے روانہ کیا، انھوں نے واپس آ کر بیان کیا کہ دشمنوں کی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں اور وہ جنگ کے لئے مستعد ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً جنگ کی تیاری شروع کی، دس ہزار مہاجر و انصار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ سے آئے تھے، وہ سب اور دو ہزار اہل مکہ کل بارہ ہزار کا لشکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ سے روانہ ہوا، اہل مکہ کے دو ہزار آدمیوں میں کچھ نو مسلم تھے اور کچھ لوگ ایسے تھے جو ابھی تک مشرکانہ حقائق پر قائم تھے، پہلی شوال ۸ھ کو لشکر اسلام تہامہ کی وادیوں سے گزر کر وادی حنین میں پہنچا، دشمنوں نے لشکر اسلام کے قریب پہنچنے کی خبر سن کر وادی حنین کے دونوں جانب کمین گاہوں میں چھپ کر لشکر کا انتظار کیا۔

مسلمان وادی کی شاخ در شاخ اور پیچیدہ گزرگاہوں میں ہو کر نشیب کی طرف اترنے لگے تھے، اور صبح کاذب کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی کہ اچانک دشمنوں کی فوج نے کمین گاہوں سے نکل کر تیر اندازی اور شدید حملے شروع کر دیئے، اس اچانک آپڑنے والی مصیبت اور بالکل غیر متوقع حملے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان سراسیمہ ہو گئے اور اہل مکہ کے دو ہزار آدمی سب سے پہلے حواس باختہ ہو کر بھاگے، ان کو دیکھ کر مسلمان بھی سکتہ میں آ گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وادی کے داہنی جانب تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت فضل بن حیان رضی اللہ عنہ، ابوسفیان بن الحرث اور ایک مختصر سی جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رہ گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید خچر دُلدُل نامی پر سوار تھے، حضرت عباسؓ اس کی لگام تھامے ہوئے تھے، اس سخت پریشانی اور افراتفری کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے فرماتے تھے کہ ”اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبُ أَنَا ابْنُ عَبْدِ المُطَّلِبُ“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس استقلال اور شجاعت نے مسلمانوں کی ہمت بڑھائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد دشمن پوری طاقت سے حملہ آور تھے اور یہ مٹھی بھر آدمی ان سے لڑ رہے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو جو بلند آواز تھے، حکم دیا کہ مسلمانوں کو اس طرف بلاؤ، چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ہر قبیلہ کا نام لے لے کر آواز دینی شروع کی کہ اس طرف آؤ، اس آواز کو پہچان کر مسلمان اس طرح اس آواز کی طرف دوڑے جیسے گائے کے بچھڑے اپنی ماں کی آواز سن کر اس طرف کی دوڑتے ہیں، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب صرف سو ہی آدمی پہنچ سکے، باقی دشمنوں کے درمیان حائل ہو جانے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچ سکے اور وہیں سے لڑنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہہ کر دلدل کو دشمنوں کی طرف بڑھایا اور ان سو آدمیوں کے مختصر دستے نے ایسا سخت حملہ کیا کہ اپنے سامنے سے دشمنوں کو بھگا دیا اور ان کے آدمیوں کو گرفتار کرنا شروع کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ تکبیر سن کر اور دشمنوں پر حملہ آوری دیکھ کر مسلمانوں نے بھی ہر طرف سے سمٹ کر دشمنوں پر نعرہ تکبیر کے ساتھ حملہ کیا اور ذرا سی دیر میں لڑائی کا نقشہ بدل گیا، دشمنوں کو کامل ہزیمت ہوئی، اس لڑائی میں مسلمانوں کو مشرکین اہل مکہ کے سبب جو شریک لشکر تھے، ابتداء ہزیمت ہوئی تھی، کیونکہ انھوں نے خود بھاگ کر دوسروں کے قدم بھی متزلزل کر دیئے تھے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی شجاعت اور استقلال نے تھوڑی ہی دیر میں مسلمانوں کو سنبھال لیا اور دشمنوں کو شکست فاش نصیب ہوئی، جس وقت لڑائی کا عنوان بگڑا ہوا تھا اور مسلمانوں میں جنگ کی افراتفری نمودار تھی، تو ایک شخص مکہ والوں میں خوشی کے لہجے میں پکار اٹھا کہ لو آج سحر کا خاتمہ ہو گیا، ایک شخص نے کہا کہ مسلمانوں کی ہزیمت اب رک نہیں سکتی، یہ اسی طرح ساحل سمندر تک بھاگتے ہوئے چلے جائیں گے، ایک شخص شیبہ نامی نے کہا کہ آج میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بدلہ لونگا، یہ کہہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف برے ارادے سے چلا، لیکن راستہ ہی میں بیہوش ہو کر گر پڑا۔

ہوازن کے میدان جنگ میں بہت سے آدمی مارے گئے اور وہ بالآخر میدان چھوڑ کر بھاگ گئے، ان کے بعد قبائل ثقیف کے لوگوں نے تھوڑی دیر میدان کارزار کو گرم رکھا، آخر وہ بھی فرار کی عار گوارہ کرنے پر مجبور ہوئے، اس لڑائی میں دشمنوں کے بڑے بڑے سردار اور بہادر لوگ مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے، لیکن ان کا سپہ سالار اعظم مالک بن عوف فرار ہو گیا اور طائف کی طرف چلا گیا، اور مخالف والوں نے ان مفروروں کو اپنے یہاں پناہ دے کر شہر کے دروازے بند کر لئے، مفرورین کا ایک حصہ مقام اوطاس میں جمع ہوا اور ایک حصہ نے مقام نخلہ میں پناہ لی، اوطاس اور نخلہ کی طرف فوجی دستے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعاقب میں روانہ کئے اور دونوں جگہ مقابلہ و مقاتلہ ہوا۔

لیکن مسلمانوں نے ہر مقام پر دشمن کو شکست دیکر بھگا دیا اور مال غنیمت نیز قیدیوں کو لے کر واپس ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اسیران جنگ اور مال غنیمت کو مقام جعرانہ میں جمع کرنے کا حکم دیا اور حضرت مسعود بن عمر غفاری رضی اللہ عنہ کو حفاظت کے لئے مقرر فرما کر طائف کا قصد کیا، اس لڑائی میں چھ ہزار قیدی، ۲۴/ ہزار اونٹ، ۴۴/ ہزار سے زیادہ بھیڑ بکریاں، چار ہزار اوقیہ چاندی مسلمانوں کے ہاتھ آئی، یہ لڑائی جنگ حنین کے نام سے مشہور ہے، تمام قبائل ثقیف طائف میں جمع ہو چکے تھے اور اہل طائف ان کے ہمدرد بن چکے تھے۔

**طائف کا محاصرہ:** وادی حنین سے طائف کی طرف جاتے ہوئے راستے میں مالک بن عوف کا قلعہ آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قلعہ کو منہدم کر دیا، پھر قلعہ اطم آیا، اس کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا، طائف کے قریب پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف کو مقابلہ پر آمادہ دیکھا اور طائف کا محاصرہ کر لیا، بیس روز تک طائف کا محاصرہ جاری رہا، اس بیس روز کے اندر طائف کے اردگرد کے علاقوں سے اکثر قبائل خود آ کر اور بعض بذریعہ وفود مسلمان ہوتے رہے، جنگ حنین میں صرف چار مسلمان شہید ہوئے تھے، لیکن طائف کے محاصرہ کی حالت میں بارہ مسلمان شہید ہوئے، اس محاصرہ میں بھی بہت بڑا فائدہ حاصل ہوا کہ طائف کے نواحی قبائل مسلمان ہو گئے، طائف کی فتح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت ضروری نہ سمجھ کر وہاں سے مراجعت کی اور مقام جعرانہ میں تشریف لا کر اسیران جنگ اور مال غنیمت کی تقسیم فرمائی۔

اسی جگہ قبائل ہوازن کی جانب سے ایک وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلیمہ سعدیہ کا واسطہ دلا کر معافی کی درخواست کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نماز ظہر کے وقت جب سب مسلمان نماز کے لئے جمع ہوں گے، میرے سامنے اپنی درخواست پیش کرنا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد ہوازن سے فرمایا کہ تمہارے جس قدر قیدی میرے اور بنو عبدالمطلب کے حصے میں ہیں وہ سب آزاد سمجھو اور اپنے ساتھ لے جاؤ، یہ سن کر تمام مہاجر و انصار مل کر بولے ”مَا کَانَ لَنَا فَھُوَ لِرَسُولِ اللّٰہِ“ (جو ہمارا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہے) یہ کہہ کر سب نے تمام ہوازن کے قیدیوں کو آزاد کر دیا، اس طرح تقریباً چھ ہزار قیدی ذرا سی دیر میں آزاد کر دیئے گئے، انہیں قیدیوں میں شیمہ بنت حلیمہ سعدیہ ہمشیرۂ رضائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں، انھوں نے جب کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضائی بہن ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا کیا ثبوت ہے؟ انھوں نے کہا کہ میری کمر میں تمہارے دانت کے نشان ہیں، تم نے بچپن میں کاٹ لیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: درست ہے، یہ کہہ کر فوراً اپنی چادر بچھا دی اور اس پر ان کو بٹھایا، پھر فرمایا کہ اگر میرے پاس رہنا پسند کرو تو میں تم کو عزت و احترام سے رکھوں گا، اگر اپنی قوم میں جانا چاہو تو تم کو اختیار ہے، انھوں نے دوسری بات کو پسند کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بہت سا مال و متاع ایک لونڈی، ایک غلام اپنی ملک سے دے کر رخصت کیا، شیماء نے اس لونڈی اور غلام کا باہم نکاح کر دیا جس سے نسل چلی اور سنا گیا ہے کہ آج تک وہ نسل باقی ہے۔

**انصار کی والہانہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام جعرانہ میں جب مال غنیمت تقسیم کیا تو مکہ والوں کو جو مولفۃ القلوب تھے، زیادہ رقمیں دیں اور بعض کو کئی گنا ان کے حصے سے زیادہ مال غنیمت ملا، مکہ والے چونکہ اکثر قریش یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے رشتہ دار اور ہم وطن تھے، اس لئے انصار کے بعض نوجوانوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں اور ہم وطنوں کو بلا استحقاق مال و دولت عطا کی اور ہم کو معمولی حصہ سے زیادہ کچھ نہ دیا، حالانکہ عطیات کے زیادہ مستحق تو ہم لوگ تھے۔

یہ بھنک اڑتی ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع مبارک تک بھی پہنچ گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انصار کو ایک جگہ جمع کیا، جب سب جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم نے ایسا ایسا کہا ہے، انصار کی طرف سے جواباً عرض کیا گیا کہ ہمارے نوجوانوں نے اس قسم کی باتیں ضرور کی ہیں، لیکن ہم میں سے کسی معزز اور سمجھدار شخص کو اس بات کا خیال تک بھی نہیں آیا، نہ ہم کو بھی ایسا خیال آ سکتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا اے جماعت انصار کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تم لوگ گمراہ تھے، خدائے تعالیٰ نے میری بدولت تم کو ہدایت فرمائی، انصار نے عرض کیا: بے شک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر بڑا احسان ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے، میری بدولت تم میں اتفاق پیدا ہوا، انصار نے عرض کیا: بے شک، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر بڑا احسان فرمایا: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ کو جواب دے سکتے ہو کہ ساری دنیا نے تجھ کو جھٹلایا اور ہم نے تیری تصدیق کی، سب نے تجھ کو چھوڑ دیا اور ہم نے پناہ دی، تو محتاج تھا، ہم نے تیری مدد کی، اور میں تمہاری ان سب باتوں کی تصدیق کروں گا، اے جماعت انصار! کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکری لے کر اپنے گھروں جائیں اور تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر لے جاؤ۔ یہ تقریر سن کر انصار بے اختیار رو پڑے اور آنسوؤں کی جھڑی سے ان کی ڈاڑھیاں تر ہو گئیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ہجرت ایک تقدیری حکم نہ ہوتا تو میں بھی انصار میں شامل ہوتا، اگر انصار ایک راستے پر چلیں اور اور لوگ دوسرا راستہ اختیار کریں تو میں یقیناً انصار کا راستہ اختیار کروں گا، اے اللہ! انصار اور انصار کے لڑکوں پر رحم کر۔ یہ سن کر انصار کی جو حالت تھی اور ان کو جس قدر خوشی تھی اس کا ہم صرف تصور کر سکتے ہیں، بذریعہ الفاظ کیسے بیان کیا جا سکتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو سمجھایا کہ یہ لوگ ابھی تازہ مسلمان ہوئے ہیں، تالیف قلوب کے خیال سے ان کو زیادہ مال دیا گیا ہے، یہ نہیں کہ ان کا حق زیادہ ہے۔

**مکہ کا پہلا امیر:** بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے جاتے ہوئے عمرہ کی نیت کی، مکہ میں داخل ہو کر عمرے کے ارکان سے فارغ ہو کر عتاب بن اسید ایک نوجوان شخص کو جن کی عمر بیس برس سے کچھ زیادہ تھی مکہ کا عامل مقرر فرمایا۔ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بغرض تعلیم قرآن و احکام دین ان کے پاس چھوڑا اور معہ مہاجرین و انصار مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، عتاب بن اسید کو عامل اور مکہ کا امیر اس لئے مقرر کیا کہ ان کو دینی واقفیت حاصل کرنے کا بہت ہی شوق تھا، ایک درم روزانہ عتاب کے لئے وظیفہ مقرر فرمایا کہ وہ کسی کے دست نگر نہ رہیں، ۲۴/ ذیقعدہ ۸ھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم معہ صحابہ کرام مدینہ منورہ میں داخل ہوئے، حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے اسلام میں امیر ہو کر حج کیا، اس سال مسلمانوں نے بھی حج ادا کیا اور مشرکین نے بھی اپنے طریقہ پر حج کیا، نہ مشرکوں نے مسلمانوں سے کوئی تعارض کیا، نہ مسلمانوں نے مشرکوں سے کچھ کہا، اس میل جول کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشرکین کو مسلمانوں کے اعمال حسنہ اور اخلاق فاضلہ کے مطالعہ کرنے کا خوب موقع ملا اور ان کی زبان پر بے اختیار مسلمانوں کی مدح و ستائش جاری ہو گئی۔

# شادی بیاہ میں اعتدال کی روش اپنائیے

**عبدالغفار صدیقی**

اسلام انسانوں کے لیے رحمت ہے۔اس نے اپنے متبعین کو وہی ہدایات واحکام دیے ہیں، جن میں خیراور بھلائی ہے۔ اگراس نے جہیز کے مطالبے کوحرام قرار دیا تو اس کانعم البدل وراثت کی شکل میں عطا کیا ہے۔ایک طرف سودی کاروبار کوحرام قرار دیا تو دوسری طرف امت کے اجتماعی مزاج میں انفاق اور تعاون باہمی کی فضا پیدا کی۔اسلامی حکومت کو پابند کیا کہ وہ غیرسودی قرض فراہم کرے اورلوگوں کی ضروریات پوری کی جائیں۔ذیل میں شادی بیاہ کی چند رسوم کا جائزہ لیا جارہا ہے۔

**منگنی سگائی:** اس رسم کا مطلب ہے رشتہ مانگنا، رشتہ طے ہوجانے کا اقرار واعلان کرنا۔معنیٰ ومفہوم کے لحاظ سے اس رسم میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی ہے۔ظاہر ہے، آپ جس سے رشتہ کرنا چاہیں گے تو اس کے گھر جائیں گے، وہ لوگ آپ کے گھر آئیں گے، باہم گفتگو ہوگی، ایک دوسرے کے حالات سے واقفیت حاصل کی جائے گی، اس آنے جانے میں آپ کے ساتھ آپ کے قریبی اعزہ مثلاً چچا، تایا، بھائی وغیرہ ہوں گے۔خواتین بھی ہوں گی، تاکہ گھر آنگن دیکھ لیں۔یہاں آنا جانا ایک سے زائد بار بھی ہوسکتا ہے۔اس موقع پر طرفین ضیافت بھی کریں گے۔رشتہ پسند آجانے کی صورت میں طرفین کے رشتہ دار جمع ہوکر اس بات کا اعلان کردیں گے کہ یہ رشتہ طے پا گیا ہے اور فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ کو نکاح ہوگا۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ ہدایت بھی فرمائی ہے کہ لڑکا اپنی منگیتر کو دیکھ لے۔اس حد تک یہ رسم درست ہے، البتہ اس موقع پر قیمتی جوڑے دینا، یا استطاعت سے بڑھ کر ضیافت کرنا یا قریبی رشتہ داروں کے علاوہ ایک جم غفیر اکٹھا کرلینا اسراف اور تبذیر ہے۔ہمیں اس رسم میں اسراف سے گریز کرنا چاہیے۔

**تاریخ بھیجنا:** اس کو بعض علاقوں میں نشانی یا جوڑا بھیجنا بھی کہتے ہیں۔عام طور پر اس رسم میں ایک لال خط پر لڑکی والوں کی جانب سے لڑکے والوں کو دیا جاتا ہے جس میں نکاح کے لیے متعینہ تاریخ ودن پر لڑکے والوں کو مدعو کیا جاتا ہے۔لڑکی والا اپنے گھر دوچار افراد جمع کرکے یہ خط تحریر کراتا ہے اور کسی عزیز کے ذریعہ اسے بھیجتا ہے۔لڑکے والا بھی اپنے گھر چند افراد کو جمع کرتا ہے اور وہ خط پڑھ کر سناتا ہے۔اس حد تک اس رسم میں کوئی قباحت نہیں ہے، البتہ اس موقع پر لڑکی والے کی طرف سے مختلف تحائف، سونے کی انگوٹھی وغیر بھیجنا فضول خرچی کے دائرے میں آتا ہے۔

**بارات:** دولہا کے ساتھ اس کے رشتہ دار، احباب اور اہل محلّہ کی ایک بڑی تعداد جاتی ہے۔اسے بارات کہتے ہیں۔اس ضمن میں بعض افراد کا موقف یہ ہے کہ صرف دوچار افراد ہی جائیں اور نکاح کرکے آجائیں جب کہ دیگر لوگوں کے یہاں یہ تعداد سینکڑوں تک پہنچ جاتی ہے۔شریعت میں نکاح علی الاعلان کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔یعنی نکاح مجلس عام میں ہو، تاکہ سب لوگ گواہ بھی رہیں اور دعا گو بھی ہوں۔ یہ افراد صرف لڑکی والوں کی جانب سے ہوں یا دونوں اطراف سے، اس تعلق سے واضح ہدایات ورہنمائی نہیں ملتی۔کہا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بارات کا تصور نہ تھا۔اس سلسلے میں یہ وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ نبی کا پورا زمانہ بلکہ خلافت راشدہ تک مسلمان حالت جنگ میں رہے اور حالت جنگ میں خوشی کے مواقع پر بھی شادیانے نہیں بجائے جاتے، نبی کے زمانہ میں جو شادیاں بھی ہوئیں وہ ایک ہی بستی میں ہوئیں۔فتح مکہ سے پہلے تک مسلمانوں کی بڑی تعداد مدینہ میں آباد تھی اور پورا مدینہ مختصر سے علاقے میں بسا ہوا تھا۔ایک بستی میں دونوں فریقوں کے موجود ہونے اور حالت جنگ میں رہنے کے باعث کسی بارات کا تصور کیسے کیا جاسکتا ہے۔اس کے باوجود نکاح عام طور پر مسجد نبوی میں ہوتا اور بیشتر صحابہ کرامؓ اس موقع پر موجود رہتے۔ یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ آبادی بھی کم تھی اور رشتہ داریاں محدود تھیں۔رشتہ داروں کی ایک بڑی تعداد کے حالت کفر میں ہونے کے سبب ان سے رشتہ داریاں ختم ہوچکی تھیں۔آج جب کہ آبادی بڑھ گئی، حالت جنگ بھی نہیں ہے، نکاح بھی سیکڑوں میل دور سے ہوتے ہیں۔ان حالات میں یہ مطالبہ کرنا کہ صرف دوآدمی ہی نکاح کرنے جائیں کسی طرح بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا۔میرے خیال میں اعتدال کا راستہ یہ ہے کہ بہت قریبی اعزہ مثلاً دولہا کے والد، دادا، نانا، چچا، تایا، ماموں، خالہ، پھوپھا وغیرہ اس کے ساتھ جاسکتے ہیں۔ یہ تعداد کم سے کم (چالیس پچاس) تک ہوسکتی ہے۔دور کے رشتہ دار، دوست اور اہل محلّہ کو نہ لے جایا جائے۔

**لڑکی والوں کے یہاں کھانا:** لڑکی والوں پر دولہا اور اس کے اعزہ کو کھانا کھلانا شریعت نے ضروری قرار نہیں دیا ہے، لیکن نہ کھلانے کا بھی حکم نہیں دیا گیا ہے۔ایک بستی سے دوسری بستی میں نکاح کے لیے لوگ جائیں، خواہ ان کی تعداد دس ہو یا پچاس اور فاصلہ بھی اتنا ہو کہ کھانے کا وقت درمیان میں آتا ہو۔اب دوشکلیں ہوں گی۔ایک شکل یہ کہ لڑکے والا اپنے گھر سے کھانا بنوا کر لے جائے یا کسی ہوٹل میں انتظام کرے یا ہر فرد اپنے کھانے کا نظم خود کرے۔ دوسری شکل یہ ہوگی کہ یہ افراد لڑکی والے کے مہمان ہوں گے اور وہ ان کی حسب استطاعت میزبانی کرے گا، کیونکہ رشتہ ہوجانے کی صورت میں یہ سب لوگ اس کے بھی اعزہ ہوں گے۔کیا اسلام نے اعزہ کی میزبانی کو حرام قرار دیا ہے؟ عام طور پر کسی کی موت پر تعزیت کے لیے آنے والوں کو بھی کھانا کھلایا جاتا ہے اور یہ تو خوشی اور مسرت کا موقع ہے۔البتہ اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرنا اور کھانا ضائع کرنا، صرف نام ونمود کے لیے اتنی اقسام کے کھانے پکوانا کہ کھانے والوں کو انتخاب میں بھی پریشانی ہوجائے یا مہمانوں کی طرف سے کسی خاص قسم کے کھانوں کا مطالبہ کسی طرح درست نہیں۔

**جہیز:** شادی کے وقت لڑکی والا اپنی بیٹی کو جو سامان دیتا ہے وہ جہیز کہلاتا ہے۔بیٹی کو خالی ہاتھ رخصت کرنا تفریط ہے اور زندگی گزارنے کے لیے جملہ سامان لازماً دینا افراط ہے۔ نبی کا معمول تھا کہ جب آپ کی بیٹیاں آپ کے پاس آتیں تو آپ انہیں تحفہ دیتے۔ایک بار آپ کی دودھ شریک بہن شیما تشریف لائیں، ان کی واپسی کے وقت آپ نے انہیں خچر بھر کر سامان عنایت فرمایا۔اسلام نے وراثت کا حق مقرر کیا ہے۔اگر سماج میں وہ حق دیا جانے لگے تو جہیز کی رسم خود ختم ہوجائی گی، لیکن جب تک وراثت قائم نہیں ہوتی اس وقت تک جہیز نہ دینے پر اصرار گویا لڑکی کا حق مارنا اور اسے بے یار ومددگار چھوڑنا ہے۔ ہمارے واعظین جس قدر وقت جہیز کے ختم ہونے پر صرف کررہے ہیں انہیں چاہیے کہ اتنا زور وراثت کو قائم کرنے پر لگائیں۔اس طرح ایک معروف قائم ہوگا اور ایک منکر ختم جائے گا۔لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ بہت سے دین دار افراد بھی وراثت میں بیٹی اور بہن کا حق نہیں دیتے۔اس وقت میں اگر آپ جہیز کو بھی یکسر ختم کردیں گے تو لڑکی کا مالی خسارہ ہوگا۔اس پر ’بھات‘ کی رسم کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے۔’بھات‘ بھائیوں کی طرف سے وہ رقم یا سامان ہے جو وہ اپنی بہنوں کو ان کے بچوں کی شادی کے موقع پر دیتے ہیں۔اگر وراثت دے دی جائے تو بھات کی ضرورت باقی نہیں رہے گی اور نہ بہنوں کی طرف سے اس کا مطالبہ ہوگا۔

**سلامی:** شادی بیاہ کے موقع پر انجام دی جانے والی رسموں میں سے ایک رسم ’سلامی‘ ہے۔دولہا کو نکاح کے بعد گھر میں بلایا جاتا ہے، رشتہ دار خواتین اسے تحفہ دیتی ہیں اور وہ ان کو سلام کرتا ہے۔اس رسم میں بظاہر کوئی برائی نہیں ہے، البتہ اس موقع پر جوان لڑکے لڑکیاں بے شرمی وبے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہیں، جو قابل اصلاح ہے۔اس رسم کو ’باہمی تعارف‘ کا نام دینا چاہیے۔شادی کے موقع پر اعزہ جمع ہوتے ہیں، اس بات کی ضرورت تو بہر حال محسوس ہوتی ہے کہ دولہا کا ان اعزہ سے تعارف ہوجائے، ممکن ہے پھر ملاقات نہ ہو اور اس موقع پر تحفہ وغیرہ دینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔لیکن وقار اور سنجیدگی لازم ہے اور بے پردگی سے گریز کرنا چاہیے۔

## اعلان مفقود الخبری

### معاملہ نمبر ۱۴/۴۱۸/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ کلداس پور، کٹیہار)

سمی خاتون بنت رئیس عالم انصاری، مقام بگھورا، بلتر، کٹیہار، بہار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

**بنام**

محمد سکندر علی انصاری ولد عین الحق مرحوم، مقام 51/1/1GT Road ضلع نارتھ ہاوڑہ۔فریق دوم

**اطلاع بنام فریق دوم**

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ (فریق دوم) کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ کلداس پور، ضلع کٹیہار میں کئی سالوں سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور حقوق زوجیت سے محرومی کی بناء پر فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۷/جنوری ۲۰۲۳ء مطابق ۱۳/جمادی الاخری ۱۴۴۴ھ کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

### معاملہ نمبر ۱۱/۴۱۵/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ کلداس پور، کٹیہار)

نیلم خاتون بنت شیخ منیرالدین عرف منا، مقام پچگاچھی، ڈاکخانہ سالماری، بلاک کدوا، ضلع کٹیہار۔۔۔فریق اول

**بنام**

محمد شیخ قاضی بن شیخ فقیرالدین مرحوم، مقام بیجے نگر، پچھّم شاہ پور، ڈاکخانہ منی بھوجن بازار، ضلع بردوان۔۔۔فریق دوم

**اطلاع بنام فریق دوم**

معاملہ ہذا میں آپ کی بیوی (فریق اول) نے آپ (فریق دوم) کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ جمال القرآن کلداس پور میں ڈھائی سال کے عرصہ سے غائب ولاپتہ ہونے اور نان ونفقہ وحقوق زوجیت سے محرومی کی بناء پر فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۵/جنوری ۲۰۲۳ء مطابق ۱۱/۶/۱۴۴۴ھ روز جمعرات کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

### معاملہ نمبر ۹۵/۱۲۶۴/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ سیوان وگوپال گنج)

زوبیدہ خاتون بنت عبدالرحیم، مقام بھٹواں خرد، ڈاکخانہ مہون، ضلع گوپال گنج۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

**بنام**

محمد سلیم پٹھان ولد شریف حسن، مقام نندانگر، مکان نمبر ۱۰۱۱/نزد مدینہ مسجد، ڈاکخانہ نندانگر ضلع اندور (مدھیہ پردیش)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

**اطلاع بنام فریق دوم**

معاملہ ہذا میں آپ کی بیوی (فریق اول) نے آپ (فریق دوم) کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ سیوان میں عرصہ تین سال سے غائب ولاپتہ ہونے اور نان ونفقہ وحقوق زوجیت سے محرومی کی بناء پر فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱/جنوری ۲۰۲۳ء روز اتوار کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

ہفتۂ رفتہ

## دنیا بدل گئی ہے، سی بی آئی کو بھی بدلنا چاہیے: سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ دنیا بدل گئی ہے اس لئے سی بی آئی کو بھی بدلنا چاہیے۔نجی ڈیجیٹل اورالیکٹرونک آلات کی ضبطی، جانچ اورانہیں محفوظ رکھنے کے لئے جانچ ایجنسیوں کوحکم جاری کرنے کی گزارش کرنے والی ایک عرضی پرسماعت کرتے ہوئے عدالت عظمیٰ نے سی بی آئی کو یہ نصیحت دی۔عرضی گذار کی جانب سے پیش ہونے والے وکیل نے کہا کہ راز داری کے معاملے پر دنیا بھر میں جانچ ایجنسیوں کے لئے ضابطےکواَپ ڈیٹ کیا جارہا ہے۔جسٹس ایس کے کول اور جسٹس اے ایس اوکا کی بینچ نے کہا کہ سی بی آئی کے ضابطےکو اَپ ڈیٹ کرنے کی ضرورت ہے جومعاملے کی جانچ کے دوران اختیار کئے جانے والے مرحلے کو طے کرتا ہے۔جسٹس کول نے سخت تبصرہ کیا ’’دنیا بدل گئی ہے، سی بی آئی کو بھی بدلنا چاہیے‘‘۔جسٹس اوکا نے کہا کہ انہوں نے سی بی آئی کے ضابطے کو دیکھا ہے جوموجودہ حالات میں فرسودہ ہے، اسے اَپ ڈیٹ کرنے کی شدید ضرورت ہے۔(ایجنسی)

## جھارکھنڈ کے 12ہزار اسکولوں میں بینچ ڈیسک کی کمی

جھارکھنڈ کے 12ہزار سرکاری اسکولوں میں بینچ ڈیسک کی ضرورت ہے۔ان میں سے تقریباً ایک ہزار اسکولوں میں بینچ ڈیسک نہیں ہیں۔ ریاست میں کیندریہ ودیالیوں کی طرز پر کھولے گئے 89ماڈل اسکولوں میں سے زیادہ تر میں بینچ ڈیسک نہیں ہیں۔چھٹی سے 12ویں جماعت تک طلباء پہنچ گئے، لیکن انہیں بینچ ڈیسک نہیں ملا۔ بچے زمین پر بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔ پہلے مرحلے میں 2011میں 40اور 2013میں 49ماڈل اسکول کھولے گئے۔اسکولوں کی عمارتیں تو بن گئیں، لیکن بینچ اور ڈیسک نہیں دیئے گئے۔اسکول میں سہولت اسمارٹ کلاس کی ہے لیکن آج بھی سلی کے ہائی اسکول بنتا حجام میں کلاس نویں کے 87طلباء زمین پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔سلی بلاک کے بنتا حجام گاؤں کو ماڈل گاؤں قرار دیا گیا ہے۔اس کے بعد یہاں کے اسکول کا یہ حال ہے۔ سمڈیگا کے بانو بلاک میں واقع گورنمنٹ اپ گریڈ مڈل اسکول میں، ایل کے جی سے کلاس دوم تک کے بچے زمین پر قالین بچھا کر پڑھتے ہیں۔ 2005-06میں اسکول میں 11بینچ۔ڈیسک خریدے گئے اور 22ڈیسک بینچ 2016-17میں خریدے گئے۔اس کے بعد تقریباً پانچ سالوں میں ڈیسک بینچ نہیں خریدے گئے۔اسکول میں 80بچے داخل ہیں۔گملا ضلع کے چین پور بلاک میں واقع پرائمری اسکول تلواری میں بینچ ڈیسک نہیں ہے۔جس کی وجہ سے پہلی سے پانچویں جماعت تک کے 30طلباء ایک ہی کمرے میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔تمام طلباء زمین پر بیٹھتے ہیں اورصرف ایک استاد انہیں پڑھاتا ہے۔بینچ ڈیسک ماضی میں یہاں کبھی نہیں خریدا گیا۔اٹکی بلاک کے گاؤں کندی میں نئے بنائے گئے پرائمری اسکول کے بچے قالین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ یہ اسکول 2009-10میں قائم کیا گیا تھا۔اسکول میں 46طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ سال 2016میں بلاک ریسورس سینٹر کی جانب سے صرف تین ڈیسک بینچ فراہم کئے گئے تھے لیکن فی الحال ایک ڈیسک بینچ ٹھیک ہے۔ایسے میں اکثر بچے فرش پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔(ایس این بی)

## اناج ہر فرد تک پہنچے

سپریم کورٹ نے کہا کہ ہماری تہذیب ہے کہ کسی کو بھوکا نہیں سونا چاہیے، عدالت نے مرکزی حکومت کواس کو یقینی بنانے کی ہدایت دی کہ قومی خوراک تحفظ قانون کے تحت اناج ایک ایک فرد تک پہونچے، جسٹس ایم آر شاہ اور جسٹس ہیما کوہلی کی بنچ نے مرکزی حکومت کو ہدایت دی کہ ای۔شرم پورٹل پر رجسٹرڈ غیرمقیم اورغیر منظّم حلقہ کے مزدوروں کی تعداد کے ساتھ تازہ ٹیبل جمع کریں، عدالت عظمیٰ کی بنچ نے کہا کہ اس بات کو یقینی بنانا مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس بات کو یقینی بنانا مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ قومی خوراک تحفظ قانون کے تحت اناج سماج کے آخری فرد تک پہونچے، ہم ایسا نہیں کہہ رہے کہ مرکزی حکومت کچھ نہیں کررہی ہے، مرکزی حکومت نے کورونا وبا کے درمیان لوگوں تکی اناج پہونچایا ہے؛ لیکن ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ یہ سلسلہ جاری رہے، ہماری تہذیب ہے کہ کوئی خالی پیٹ نہ سوئے، عالت عظمی کی بنچ کورونا وبا اوراس کے بعد لاک ڈاؤن کے درمیان غیرمقیم مزدوروں کی حالت سے متعلق موضوع پرسوموٹو مفاد عامہ کے معاملہ پرسماعت کررہی تھی، یعنی عدالت نے ملک میں بے تحاشہ مہنگائی اور بے روزگاری سے پریشان حال عوام کے حالات پراظہار تشویس کرتے ہوئے خود ہی عدالت میں مفاد عامہ کا معاملہ بنا کر سماعت شروع کردی۔

محمد اسعداللہ قاسمی

## ہم تاج محل کی تاریخ کھنگالنے کے لئے نہیں ہیں: عدالت عظمیٰ

سپریم کورٹ نے تاریخ کی کتابوں میں تاج محل کے بارے میں دی گئی معلومات کو ہٹانے کے لئے دائرعرضی کو مسترد کردیا اوراس مفاد عامہ کی عرضی پرسماعت کرنے سے صاف انکار کرتے ہوئے کہا کہ عدالت تاریخ کھنگالنے کے لئے نہیں ہے، جسٹس ایک آر شاہ اورسی روی کمار کی بنچ نے عرضی گذار سے یہ معاملہ اے ایس ٹی کے سامنے اٹھانے کو کہا۔(یو این آئی)

## قاضی اظہار الحق کے والد نم آنکھوں کے ساتھ سفرآخرت کے لئے روانہ۔ارشد رحمانی

**امیر شریعت کی ہدایت پر جنازہ میں امارت شرعیہ کے وفد کی شرکت**

مفتی اظہار الحق قاسمی قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ نظامیہ اشرف المدارس للبچہ سہرسہ کے والد قاری عبدالرزاق مفتاحی کا وصال گزشتہ ۳۰/نومبر کو کولکاتہ میں ہوگیا ان کے وصال کی خبر جیسے ہی امارت شرعیہ پہونچی، حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ نائب امیر شریعت قاضی شریعت قائم مقام ناظم اور دیگر ذمہ داران امارت شرعیہ نے شدید رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے لئے مغفرت کی دعا کی اور ان کے تمام وارثین کے لئے صبر وثبات کی دعا کی۔

امیر شریعت کی ہدایت کے مطابق مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ مفتی سہیل اختر قاسمی نے دار القضاء امارت شرعیہ مہدولی دربھنگہ کے قاضی شریعت مفتی ارشد علی رحمانی کو ہدایت دی کہ وہ ایک وفد کے ساتھ مرحوم کے جنازہ میں شریک ہوں، چنانچہ مہدولی کے قاضی شریعت کی قیادت میں ایک وفد مرحوم کے آبائی وطن گوپال پور دربھنگہ گیا، جس میں قاضی شریعت دربھنگہ کے علاوہ دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ فلاح المسلمین بھوارہ مدھوبنی کے قاضی شریعت مفتی امداداللہ قاسمی، مدرسہ اسلامیہ جھگڑوا دربھنگہ کے صدرالمدرسین اور تنظیم امارت شرعیہ شہر دربھنگہ کے صدر قاری نسیم اختر قاسمی اور عبدالرازق شریک تھے، جنازہ سے قبل قائد وفد مفتی ارشد علی رحمانی نے عوام الناس سے خطاب کیا اور امیر شریعت کا پیغام سنایا، انہوں نے اپنے خطاب میں فکر آخرت کی ترغیب دلاتے ہوئے کہا کہ یہ دنیا فانی ہے ہر شخص کواس دنیا سے رخصت ہونا ہے اس لیے ہمیں آخرت کی فکر کرنی چاہیے اور ایسے اعمال کرنے چاہیے جو ہمارے لئے مغفرت اور نجات کا ذریعہ بنے، موصوف نے کہا کہ قاری صاحب مرحوم کا رشتہ امارت شرعیہ سے بہت مضبوط تھا وہ امارت شرعیہ کے کاموں میں بڑی دلچسپی کے ساتھ حصہ لیتے تھے ان کے وصال سے ہمیں اور تمام ذمہ داران امارت شرعیہ کو بڑا صدمہ پہونچا اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے اور قاضی صاحب اوران کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

امارت شرعیہ کے تمام ذمہ داران مرحوم کے وارثین کے غم میں شریک ہیں قاضی اظہار الحق قاسمی نے اپنے خطاب میں حضرت امیر شریعت، نائب امیر شریعت قاضی شریعت اور قائم مقام ناظم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تمام لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ والد صاحب نے 73 / سال کی عمر پائی اور تقریباً چالیس سے زائد کا عرصہ کولکاتہ میں امامت وخطابت کا فریضہ انجام دیا آپ تمام حضرات والد صاحب کے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں، جنازہ سے فراغت کے بعد امارت شرعیہ کے وفد نے مرحوم کے وارثین سے ملاقات کرکے انہیں تعزیت مسنونہ پیش کیا اورانہیں صبر وثبات کی تلقین کی۔

طب وصحت

## خوش رہیں، دل کی بیماریوں سے بچیں!

ایک جائزے میں اس بات کی تصدیق ہوئی ہے کہ جولوگ خوش رہتے ہیں زندگی کے بارے میں مثبت طرز فکر اختیار کرتے ہیں، ان سے دل کی بیماریاں دور رہتی ہیں۔اس تحقیق کے سلسلے میں 700افراد کی صحت کا دس سال تک جائزہ لیا گیا جس میں یہ دیکھایا گیا کہ جولوگ حالات سے سب سے زیادہ پریشان اور افسردگی کا شکار تھے، ان میں دل کی بیماریوں کا خطرہ سب سے زیادہ تھا۔اگر چہ یہ بات صاف نہیں ہوسکی کہ خوشی، مسرت یا شادمانی نے ہی ان کو دل کے امراض سے محفوظ رکھا تھا تاہم ریسرچ کے نتائج کے پیش نظر زندگی سے حتی الامکان لطف اندوز ہونے کی کوشش کریں۔مثبت جذبات کی سطح جانچنے کے لئے پانچ پوائنٹ کے اسکیل پران کی ریٹنگ کی گئی تھی۔جن لوگوں کواس ریسرچ میں شریک کیا گیا تھا۔اس کے اختتام پران میں سے 145افراد دل کی بیماریوں میں مبتلا ہوچکے تھے یعنی 10میں سے ایک سے بھی کم، لیکن حیران کن طور پر یہ دیکھا گیا کہ خوشی کے پیمانے پر ہرایک درجے کی بلندی پر ان میں امراض قلب کا خطرہ 22فیصد کی حد تک کم ہوتا جاتا تھا۔ریسرچ ٹیم نے قیاس کیا کہ جولوگ خوش رہتے ہیں، ان کو پرسکون نیند آتی ہے، وہ ذہنی دباؤ کو ہنستے کھیلتے جھیل لیتے ہیں اوراگر کوئی پریشان کن واقعہ پیش آتا ہے تو بڑی خوش اسلوبی سے یہ مرحلہ بھی طے کرلیتے ہیں۔ناخوشگوار حالات کا ان پر بھی اثر پڑتا ہے، لیکن چونکہ خوش مزاج افراد ان کا زیادہ اثر قبول نہیں کرتے۔اس لئے نقصان سے بچے رہتے ہیں۔اکثر لوگ سیر و تفریح کے لئے دو ہفتے کی چھٹیوں کا انتظار کرتے ہیں جبکہ انہیں چاہئے کہ وہ زندگی کے ہر دن سے لطف اندوز ہوں۔اگر آپ ناول پڑھنے میں دلچسپی رکھتے ہیں اور آپ کواس کا موقع نہیں مل رہا ہے تو کوشش کریں کہ 15منٹ یا اس سے کچھ زیادہ وقت اس کام کے لئے مل جائے۔اگر چہل قدمی سے یا موسیقی سننے سے آپ کا موڈ بہتر ہوجاتا ہے تو اپنے روز مرہ معمولات میں ان کو شامل کریں۔حقیقت یہ ہے کہ روزانہ چند منٹ صحیح معنوں میں پرسکون اور لطف اندوز میں بسر کرنا یقینی طور پر آپ کی ذہنی صحت پر خوشگوار اثر مرتب کرے گا اوراس سے آپ کی جسمانی صحت بھی بہتر ہوگی۔اگر چہ کہ یہ پہلی تحقیق نہیں ہے جس میں خوشی کا تعلق صحت سے جوڑا گیا ہے بلکہ اس سے پہلے بھی یہ بات بتائی جاچکی ہے۔انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ موڈ کو بہتر بنانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔اس لئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مثبت طرز فکر کی فطری سطح کو تبدیل کرنا ہمارے بس میں ہے بھی یا نہیں۔ ماہرین کے مطابق دل کی بیماریوں سے تحفظ کے لئے کولیسٹرول میں کمی اور ذیابطیس سے بچاؤ زیادہ اہم چیزیں ہیں لیکن بہرکیف امراض قلب کے ہاتھوں سب سے زیادہ اموات ہوتی ہیں۔اس لئے اگر کسی بھی چیز سے اس کو کم کیا جاسکتا ہے تو اس سے پہلو تہی نہیں کرنی چاہئے۔

Volume:62/72,Issue:47 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

کسی کو دُکھ کبھی دینا تو اتنا سوچ کر دینا
کسی کی آہ لگنے میں ذرا سی دیر لگتی ہے (نامعلوم)

# اقلیتوں کی تعلیم پر حکومت کی قینچی

محمد حنیف خاں

اقلیتوں کی تعلیم وترقی ملک کی خوشحالی کا بہترین پیمانہ ہے، اگر اقلیتیں تعلیم یافتہ ہیں اور ترقی کے پائیدان پر قدم رکھ کر آگے بڑھ رہی ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ملک ترقی کر رہا ہے؛ لیکن اگر اقلیتوں کی تعلیمی سطح کمزور ہے اور ان کا سفر خوشحالی کے بجائے بدحالی کی جانب ہے تو یہ ملک وقوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ فرد کی سطح پر کامیابی کوئی پیمانہ نہیں ہے، معاشرہ اور سماج ہی کامیابی کا پیمانہ بن سکتا ہے جو حکومت کے تعاون کے بغیر ناممکن ہے، تعلیم کے میدان میں انفرادی کوششوں کے ساتھ ہی حکومت کا تعاون بھی ضروری ہے، اگر حکومت اس سے اعراض وانحراف کرلے تو بحیثیت قوم کوئی بھی ترقی نہیں کرسکتا ہے، کیونکہ حکومتی وسائل پورے طبقے کو متاثر کرتے ہیں۔

اس ضمن میں اگر ہندوستان کی سب سے بڑی اقلیت کی تعلیم کا جائزہ لیا جائے تو شروع سے دونوں طرف سے مایوسی نظر آتی ہے۔ سب سے بڑی اقلیت جہاں تعلیم کے معاملے میں افرادی سطح پر ناکام نظر آتی ہے، وہیں حکومتوں کا عمل بھی ایسا رہا ہے جس سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ خود نہیں چاہتی ہیں کہ یہ اقلیت تعلیم کے میدان میں آگے بڑھے اور ترقی کر کے ملک کی فلاح و بہبود کا ذریعہ بنے، اگر ایسا نہ ہوتا تو اب تک ملک کی سب سے بڑی اقلیت کی قسمت بدل چکی ہوتی۔

دستاویزی سطح پر حکومت اقلیتوں کی تعلیم کے لئے کم از کم 13 اسکیمیں چلا رہی ہے جن سے استفادہ کر کے تعلیم کے میدان میں اقلیتیں قدم آگے بڑھا سکتی ہیں؛ لیکن کیا ان اسکیموں کا نفاذ ایسے طور پر ہوا ہے جس سے اقلیتی طلبا مستفید ہوسکیں؟ یہ ایک بڑا سوال ہے۔

سرکاری دستاویز سے زیادہ بہتر اور مصدقہ کوئی دستاویز نہیں، اس لیے اگر اسی کے تناظر میں ان اسکیموں کا جائزہ لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ حکومت نے دستاویزی طور پر ہر سطح پر اسکالرشپ کا انتظام کیا ہے تاکہ اقلیتوں کو کسی بھی مقام پر دشواری کا سامنا نہ ہو، لیکن خود حکومت کے اعداد وشمار کے مطابق اقلیتوں کی صرف اعلیٰ تعلیم سے متعلق پروجیکٹ پر حکومت کے اخراجات میں گزشتہ پانچ برسوں میں اس درجہ تخفیف آئی ہے کہ جو خرچ پانچ برس قبل 1127 کروڑ روپے تھا وہ آج ہوکر 165 کروڑ روپے پر پہنچ گیا ہے۔ اعلیٰ تعلیم میں ہوشمند طلباء ہوتے ہیں جو اپنی تعلیم اور اسکالرشپ سے متعلق نہ صرف بیدار ہوتے ہیں بلکہ درپیش دشواریوں کے خلاف وہ آواز بھی اٹھاتے ہیں جب اس میں حکومت کی جانب سے اس قدر تخفیف کردی گئی ہے تو میٹرک سے نیچے اور اس سطح پر دی جانے والی اسکالرشپ میں کس قدر کتر بیونت کی گئی ہوگی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کیونکہ ان بچوں کو تو اس بارے میں معلومات بھی نہیں ہوتی ہے۔

وزیر مملکت برائے تعلیم نے ماضی میں پارلیمنٹ میں ایک سوال کے جواب میں جو اعداد وشمار سامنے رکھے ہیں وہ چونکانے والے ہیں۔ انہوں نے پارلیمنٹ میں بتایا کہ ریاستی سطح کے اداروں کو مدد کرنے والی اسکیم پر 2016-17 میں 1393 کروڑ روپئے 2017-18 میں 1126.9 کروڑ روپے خرچ ہوئے تھے۔ حکومت کی جانب سے پارلیمنٹ میں پیش اعداد وشمار کے مطابق یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (یو جی سی) کی چھوٹی اور بڑی ریسرچ پروجیکٹ اسکیموں کے تحت مالی تعاون میں کمی آئی ہے۔ 2016-17 میں 42.7 کروڑ روپے خرچ کیے گئے تھے جو بتدریج گھٹ کر 2020 میں 38 لاکھ روپے تک ہوگئے۔ یو جی سی کی فیلوشپ اور اسکالرشپ اسکیموں میں فنڈنگ میں اس حد تک کمی آگئی ہے کہ جو تعداد سینکڑوں سے متجاوز تھی وہ دہائیوں میں آگئی، 2017-18 میں ایمرٹیس فیلوشپ کی تعداد 559 تھی جو 2020-21 میں 14 تک سمٹ گئیں۔ اسی دورانیہ میں ڈاکٹر ایس رادھا کرشنن پوسٹ ڈاکٹر فیلوشپ کو 434 سے کم کر کے 200 تک پہنچا دیا گیا۔ مولانا آزاد نیشنل فیلوشپ برائے اقلیتی طلبا ایم فل اور پی ایچ ڈی کے اقلیتی طلبا کے لئے ایک نعمت ہے جو طلبا جونیئر ریسرچ شپ دی جاتی ہے جو اسی کے مساوی ہے، اس میں بھی حد درجہ کمی کردی گئی ہے۔ 2016-17 میں ایم این ایف 4141 اقلیتی طلبا کو ملی تھی اور اب 2020-21 میں صرف 2348 یعنی نصف طلبا کو ہی دی گئی ہے۔ یہ حال اعلیٰ تعلیم میں حکومت کی جانب سے دی جانے والی اسکالرشپ کا ہے، حکومت نے نصف تک تخفیف کردی ہے، ایسے میں وہ طلبا جو ان اسکالرشپ کے لئے جی جان سے محنت کرتے ہیں اور آخر میں محروم رہ جاتے ہیں وہ ذہنی تناؤ کا شکار ہوکر تعلیم سے دور ہوجاتے ہیں، ان کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ اس لیے محروم نہیں ہوئے کہ حکومت نے ان اسکالرشپ کی تعداد پر قینچی چلا کر ان کے مستقبل کو تاریکیوں کی نذر کردیا ہے؛ بلکہ وہ یہ سمجھتے ہیں ہم تو اس لائق ہی نہیں کہ تعلیم کے میدان میں آگے بڑھ سکیں۔

> **اقلیتی طبقہ کے لئے حکومت کے اعلیٰ تعلیمی فنڈ میں ہی صرف تخفیف نہیں کی گئی ہے ،بلکہ میٹرک کی سطح پر بھی یہی عمل دہرایا گیا ہے۔ اس میں تخفیف کے ساتھ ہی رقم کو بھی خرچ نہیں کیا گیا ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق میرٹ کم مینس اسکالرشپ 2016-17 میں 335 کروڑ میں سے 220.54 کروڑ ہی خرچ کیے گئے، 2017-18 میں 395 کروڑ میں سے 388.79 کروڑ، 2018-19 میں 522 کروڑ منظور ہوئے جس میں سے 402 کروڑ جاری کئے گئے اور اس میں سے صرف 261 کروڑ روپے ہی خرچ کئے گئے۔ 2019-20 میں 366 کروڑ میں سے 285.63 کروڑ اور 2020-21 میں 1330 کروڑ میں سے 31/ دسمبر 2020 تک 204.27 کروڑ روپے خرچ کیے گئے تھے۔ پوسٹ میٹرک اسکالر شپ میں بھی یہی ہوا کہ رقم تو مختص کی گئی مگر محکمہ نے خرچ ہی نہیں کیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق 2016-17 میں 550 کروڑ میں سے 287.11 کروڑ، 2017-18 میں 561 کروڑ میں 479.72 کروڑ، 2018-19 میں مختص 692 میں سے پانچ سو کروڑ جاری ہوئے جس میں سے صرف 354.89 کروڑ ہی خرچ کیے گئے، 2019-20 میں 482 میں سے 428.77 کروڑ اور 2020-21 میں 535 کروڑ میں سے دسمبر 2020 تک 172.02 کروڑ ہی خرچ ہوئے تھے۔**

اقلیتی طبقہ کے لئے حکومت کے اعلیٰ تعلیمی فنڈ میں ہی صرف تخفیف نہیں کی گئی ہے ، بلکہ میٹرک کی سطح پر بھی یہی عمل دہرایا گیا ہے۔ اس میں تخفیف کے ساتھ ہی رقم کو بھی خرچ نہیں کیا گیا ہے۔ اعداد وشمار کے مطابق میرٹ کم مینس اسکالرشپ 2016-17 میں 335 کروڑ میں سے 220.54 کروڑ ہی خرچ کیے گئے، 2017-18 میں 395 کروڑ میں سے 388.79 کروڑ، 2018-19 میں 522 کروڑ منظور ہوئے جس میں سے 402 کروڑ جاری کئے گئے اور اس میں سے صرف 261 کروڑ روپے ہی خرچ کئے گئے۔ 2019-20 میں 366 کروڑ میں سے 285.63 کروڑ اور 2020-21 میں 1330 کروڑ میں سے 31/دسمبر 2020 تک 204.27 کروڑ روپے خرچ کیے گئے تھے۔ پوسٹ میٹرک اسکالرشپ میں بھی یہی ہوا کہ رقم تو مختص کی گئی مگر محکمہ نے خرچ ہی نہیں کیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق 2016-17 میں 550 کروڑ میں سے 287.11 کروڑ، 2017-18 میں 561 کروڑ میں 479.72 کروڑ، 2018-19 میں مختص 692 میں سے پانچ سو کروڑ جاری ہوئے جس میں سے صرف 354.89 کروڑ ہی خرچ کیے گئے، 2019-20 میں 482 میں سے 428.77 کروڑ اور 2020-21 میں 535 کروڑ میں سے دسمبر 2020 تک 172.02 کروڑ ہی خرچ ہوئے تھے۔

ان اسکیموں میں مختص اور خرچ ہونے والی رقم سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سرکاری محکمے اقلیتی طبقہ کی تعلیمی مدد میں کس قدر تعاون کررہے ہیں، رقم خرچ کرنے والی ایجنسیوں اور اداروں سے کوئی بجٹ میں تخفیف، سیٹوں میں کٹوتی اور اسکالرشپ کی تعداد میں کمی پر سوال کرنے والا ہے۔ حکومت اور اس کے اداروں کی اقلیتی طبقہ کی تعلیم سے متعلق اگر یہی روش رہی تو میٹرک اور اعلیٰ تعلیم دونوں سطحوں پر اقلیتی طلبا کیسے آگے بڑھیں گے؟ اس بارے میں 'سب کا ساتھ، سب کا وکاس اور سب کا وشواس' کا نعرہ لگانے والی پارٹی اور حکومت کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے، اسی طرح اقلیتی طبقہ کو بھی بیدار ہوکر حکومت کی اسکیموں سے استفادہ کے لئے آگے بڑھنا ہوگا تو تعلیم کے میدان میں یہ طبقہ آگے بڑھ سکتا ہے۔ رضا کار تنظیموں کو جہاں ان اسکیموں سے اقلیتی طبقہ کو مستفید ہونے میں بیداری اور تعاون کی ضرورت ہے، وہیں حکومت بھی اعلیٰ تعلیم میں اسکالرشپ، فیلوشپ اور ایمرٹیس کی سیٹوں میں تخفیف پر نظر ثانی اور اضافہ کرے۔ یہ قابل غور بات ہے کہ اقلیتوں کی اس کثیر آبادی میں اعلیٰ تعلیم کے لئے صرف 2348 طلبا کو مولانا آزاد اسکالرشپ دی گئی ہے۔ کیا یہ تعداد حکومت کی نظر میں کافی ہے؟ اگر ایسا ہے تو اقلیتیں اعلیٰ تعلیم کے میدان میں کبھی آگے نہیں جاسکتی ہیں اور اگر حکومت چاہتی ہے کہ وہ بھی ملک کی ترقی میں اپنا کردار ادا کریں تو تعلیمی سطح پر ان کو آگے بڑھانا ہوگا اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔ **رابطہ اور واٹس اَپ نمبر 9576507798**

**A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168,Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233**

نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ **www.imaratshariah.com** پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ (**محمد اسعداللہ قاسمی منیجر نقیب**)